احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماھنامہ

انصاراللہ

ربوہ

ستمبر ۱۹۹۵ء

ایڈیٹر نصر اللہ خاں ناصر

عالی مرتبہ کا نبی ﷺ

سیدنا حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ .... نے فرمایا :-

"میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ﷺ ہے (ہزاروں ہزار درود و سلام ہوں اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے۔ بجز اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہا درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع انسان کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اس لئے خدا نے جو اُس کے دل کے راز کا واقف تھا۔ اس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین اور آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے۔ اور وہ شخص جو بغیر اقرار اور افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں بلکہ ذرّیتِ شیطان ہے۔ کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے۔ اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اُس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اُس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔"

(حقیقۃ الوحی)

احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماھنامہ

انصار اللہ

ربوہ

ستمبر ۱۹۹۵ء

تبوک ۱۳۷۴ ہش

ایڈیٹر

نصر اللہ خان ناصر

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ

مقامِ اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

اس ماہ کے شمارہ میں

جلد نمبر ۳۶

شمارہ نمبر ۹

شرح چندہ

پاکستان ———— چالیس روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ ———— چار روپے

اداریہ

حقیقتِ احمدی - ایک امتیاز

سید الاولین والآخرین حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق چودھویں صدی ہجری کے ابتداء (انیسویں صدی عیسوی کے آخر) میں مسیح موعود اور مہدی آخرالزماں کے مقدس ہاتھوں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بنیاد پڑی۔ اور سُنّتِ الٰہیہ کے مطابق اس سلسلہ کی شدید مزاحمت و مخالفت ہوئی۔ تمام دنیوی طاقتیں مجتمع ہو کر میدانِ کارزار میں اُتر یں۔ سارے مادی ذرائع اور وسائل بروئے کار لائے گئے۔ مگر اس آسمانی آواز کو نہ روک سکیں۔ رفتہ رفتہ تمام معاند و مخالف ناکام و نابود ہوتے گئے۔ پھر نئے مخالفوں نے جنم لیا۔ نئے نئے وسائل اختیار کئے گئے۔ اور سب حربے استعمال کئے گئے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اپنے اس سلسلہ اور جماعت کو ترقی اور عروج عطا کرتی گئی۔ دنیا میں ایک فکری علمی، اعتقادی اور عملی انقلاب محسوس کیا جانے لگا۔ جس کے لئے مدت سے منتظر نگاہیں پکار رہی تھیں۔

؎ دنیا کو ہے اس مہدیٔ برحق کی ضرورت　　ہو جس کی نگاہ زلزلۂ عالمِ افکار

یہ سب کچھ دنیا نے دیکھا، محسوس کیا اور برملا اعتراف کیا پھر شپرہ چشم مخالفین نے حقیقت سے اغماض کیا۔ اور اللہ اور اس کے مقدس رسولؐ سے جُدا کرنے کے نئے حربے استعمال کئے۔ اللہ کے بندوں کو ابتلاؤں اور آزمائشوں میں ڈالا گیا۔ جس کی خبر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ...... نے بھی دی تھی۔ کہ

"یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی۔ اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے۔ کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے۔ تا خدا تمہاری آزمائش کرے۔　(الوصیت ص۹)

یہاں ایک طرف اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور تائید و نصرت کی خبر دی گئی ہے۔ تو دوسری جانب ابتلاؤں اور امتحانوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ جو الٰہی سلسلوں کا مقدر ہوتے ہیں۔ اور خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسکی خبر دی تھی۔ کہ اکثریت کے مقابل پہ ایک ایسی جماعت ہوگی جو ناجی شمار ہوگی۔ چنانچہ مشکوٰۃ کی تہتّر فرقوں والی مشہور حدیث کی شرح مرقاۃ المصابیح (از حضرت امام ملا علی القاریؒ المتوفیٰ ۱۰۱۴ھ ۱۶۰۶ء) نے واضح طور پر نشاندہی کر دی کہ فرقۂ ناجیہ اَلطَّرِیْقَۃُ النَّقِیَّۃُ الْاَحْمَدِیَّۃ پر قائم ہوگا۔ اور پھر اسی شارح کے ہم عصر حضرت مجدد الف ثانی

رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :۔

"وَاَقُوْلُ قَوْلاً عَجَباً لَمْ یَسْمَعْہُ اَحَدٌ وَمَا اُخْبِرَ بِہٖ مُخْبِرٌ بِاَعْلَامِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ وَاِلْھَامِہٖ تَعَالٰی اِیَّایَ بِفَضْلِہٖ وَکَرَمِہٖ۔ آنکہ بعد از ہزار وچند سال از زمانِ رحلت آں سرور وآلہ الصلوات والتحیات زمانے می آید کہ حقیقتِ محمدی از مقام خود عروج فرماید و بمقام حقیقت کعبہ متحد گردد۔ ایں زمان حقیقتِ محمدی حقیقتِ احمدی نام یابد"۔　　(مبدء و معاد ص۷۹ از ادارہ مجددیہ کراچی ۱۸)

یعنی میں ایک عجیب بات کہتا ہوں جو اس سے پہلے نہ کسی نے سُنی اور نہ کسی بتانے والے نے بتائی۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے صرف مجھے بتائی ہے۔ اور مجھ پر ہی الہام فرمائی ہے۔ اور وہ بات یہ ہے کہ سرورِ کائنات علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات کی رحلت سے ایک ہزار اور چند سال بعد ایک زمانہ ایسا بھی آنے والا ہے کہ حقیقتِ محمدی اپنے مقام سے عروج فرمائے گی اور حقیقت کعبہ میں متحد ہو جائے گی۔ اس وقت حقیقتِ محمدیؐ کا نام حقیقت احمدی ہو جائے گا۔

الغرض چودھویں صدی کی ابتداء اس حقیقت کو منظرِ عام پر لے آئی اور اللہ تعالیٰ کا سلسلہ اس حقیقت کا مظہر بن گیا۔ مگر وہ حربے جو سیاسی اور مذہبی طالع آزما اختیار کرتے رہے وہ خدا اور اس کے رسولؐ کے رستہ میں کبھی حائل نہیں ہو سکتے تھے۔ اور نہ اللہ کے بندوں کو اُس مقدس دامن سے جُدا کر سکتے تھے۔ جھوٹی خوشیاں تو منائی جا سکتی ہیں۔ اپنی فتح کے شادیانے بجائے جا سکتے ہیں مگر حقیقت پر پردہ نہیں ڈالا جا سکتا۔

آج احمدیت کے ذریعہ دینِ حق کے حقیقی خدوخال اُبھر رہے ہیں۔ جس کے لئے قرآنی سیرت اور اُسوۂ رسولؐ حرزِ جان ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا قیام احمدی معاشرہ کا مطمع نظر ہے۔ تعلق باللہ اور شرفِ انسانیت ایک احمدی کے ماتھے کا جھومر ہے۔ دیانت و امانت۔ صدق و وفا۔ محبت و اخوت۔ اتحاد و یک جہتی۔ عفت و پاکیزگی۔ حیا و تقویٰ اس کا حُسن ہے اور سب سے بڑھ کر محبتِ الٰہی کا نشہ اس کی متاع ہے اور عشقِ رسولؐ سے مخمور دل کی آواز اس کا سرمایہ ہے۔ اور یہ صدا رُوئے زمین پر گونجتی ہے۔

؎ دریں راہ گر کشندم ور بسوزند　∴　نتابم رُو زِ ایوانِ محمدؐ

میں اس راہ میں اگر مارا جاؤں یا آگ میں جلایا جاؤں تو بھی اپنا رُخ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ موڑوں گا۔

امام الکلام

ایک عظیم الشان رُوحانی حُسن!

سیدنا حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ..... فرماتے ہیں :-

"روحانی قالب کے کامل ہونے کے بعد محبت ذاتیہ الٰہیہ کا شعلہ انسان کے دل پر ایک روح کی طرح پڑتا ہے اور دائمی حضور کی حالت اس کو بخش دیتا ہے اور تب ہی روحانی حُسن اپنا پورا جلوہ دکھاتا ہے ..... وہ روحانی حُسن جس کو حُسنِ معاملہ سے موسوم کیا گیا ہے وہ اپنی کششوں میں ایسا سخت اور زبردست ہے کہ ایک دنیا کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور زمین و آسمان کا ذرہ ذرہ اس کی طرف کھچا چلا جاتا ہے۔ اور قبولیتِ دعا کی بھی درحقیقت فلاسفی یہی ہے کہ جب ایسا روحانی حُسن والا انسان جس میں محبت الٰہیہ کی روح داخل ہو جاتی ہے جب کسی غیر ممکن اور نہایت مشکل امر کیلئے دعا کرتا ہے اور اس دعا پر پورا پورا زور دیتا ہے تو چونکہ وہ اپنی ذات میں حسن روحانی رکھتا ہے اسلئے خدا تعالیٰ کے امر اور اذن سے اس عالم کا ذرہ ذرہ اس کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ پس ایسے اسباب جمع ہو جاتے ہیں جو اسکی کامیابی کیلئے کافی ہوں۔ تجربہ اور خدا تعالیٰ کی پاک کتاب سے ثابت ہے کہ دنیا کے ہر ایک ذرہ کو طبعاً ایسے شخص کے ساتھ عشق ہوتا ہے اور اسکی دعائیں ان تمام ذرات کو ایسا اپنی طرف کھینچتی ہیں جیسا کہ آہن رُبا لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ پس غیر معمولی باتیں جن کا ذکر کسی علم طبعی اور فلسفہ میں نہیں اس کشش کی باعث ظاہر ہو جاتی ہیں اور وہ کششِ طبعی ہوتی ہے۔ جب سے کہ صانع مطلق نے عالمِ اجسام کو ذرات سے ترکیب دی ہے ہر ایک ذرے میں وہ کشش رکھی ہے اور ہر ایک ذرہ رُوحانی حُسن کا عاشق صادق ہے اور ایسا ہی ہر ایک سعید روح بھی کیونکہ وہ حُسنِ تجلی گاہِ حق ہے۔ وہی حُسن تھا جس کیلئے فرمایا۔ اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ اور اب بھی بہتیرے ابلیس ہیں جو اسی حُسن کو تلاش نہیں کرتے مگر وہ حُسن بڑے بڑے کام دکھلاتا رہا ہے نوح علیہ السلام میں وہی حُسن تھا جس کی پاس خاطر حضرت عزت جلّ شانہ‘ کو منظور ہوئی اور تمام منکروں کو پانی کے عذاب سے ہلاک کیا گیا۔ پھر اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام بھی وہی حسن رُوحانی لے کر آیا جس نے چند روز تکلیفیں اٹھا کر آخر فرعون کا بیڑہ غرق کیا۔ پھر سب کے بعد سید الانبیاء و خیر الوریٰ مولانا و سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم الشان روحانی حُسن لے کر آئے جس کی تعریف میں یہی آیت کریمہ کافی ہے دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی یعنی وہ نبی جناب الٰہی کے بہت نزدیک چلا گیا اور پھر مخلوق کی طرف جھکا اور اس طرح پر دونوں حقوق کو جو حق اللہ اور حق العباد ہے ادا کر دیا۔ اور دونوں قسم کا حُسنِ رُوحانی ظاہر کیا۔

(روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۲۱۹ تا ۲۲۱)

کلام الامام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور یتامیٰ کے حقوق کی حفاظت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ..... حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ مبارکہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ..... اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اپنا وطن عزیز ترک کر کے مدینہ کی طرف ہجرت اختیار کرنی پڑی تو آپؐ پہلے مدینہ سے کچھ فاصلہ پر بنی عمرو بنی عوف کے مہمان رہے اور دس دن سے کچھ زیادہ وہاں ٹھہرے اس کے بعد آپ مدینہ تشریف لائے اور چونکہ یہاں مستقل طور پر رہنا تھا اس لئے مکانات کی بھی ضرورت تھی ..... چنانچہ آپؐ مدینہ میں داخل ہوئے تو سب سے پہلے جو آپؐ نے کام کیا وہ یہی تھا کہ اپنے محبوب و مطلوب کے ذکر کا مقام اور اس کے حضور گرنے اور عبادت کرنے کی جگہ تیار کریں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک طویل حدیث میں تمام واقعہ ہجرت مفصل بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتی ہیں :-
(ترجمہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف میں کچھ دن ٹھہرے۔ دس دن سے کچھ اوپر اور اس مسجد کی بنیاد رکھی جس کی نسبت قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسکی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی اور اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ پھر آپؐ اپنی سواری پر سوار اور آپؐ کے ساتھ لوگ پا پیادہ چلنے لگے۔ آپؐ کی اونٹنی چلتی گئی یہاں تک کہ وہ مدینہ کے اس مقام پر پہنچ کر بیٹھ گئی جہاں بعد میں مسجد نبویؐ تیار کی گئی ..... وہ (جگہ) دو یتیم لڑکوں کی تھی جن کا نام سہیل اور سہل تھا اور جو سعد بن زرارہ کی ولایت میں پلتے تھے۔ جب آپؐ کی اونٹنی بیٹھ گئی تو آپؐ نے فرمایا کہ انشاء اللہ یہاں ہی ٹھہریں گے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو لڑکوں کو بلوایا اور ان سے چاہا کہ اس جگہ کی قیمت کر کے انہیں قیمت دے دیں تا کہ وہاں مسجد بنائیں۔ دونوں لڑکوں نے جواب میں عرض کیا یا رسول اللہ ہم قیمت نہیں لیتے بلکہ آپؐ کو ہبہ کرتے ہیں۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہبہ لینے سے انکار کیا۔ اور آخر قیمت دے کر اس جگہ کو خرید لیا۔ (بخاری جلد اوّل باب ہجرۃ النبیؐ)

اس حدیث سے ایک بات تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ مدینہ میں داخل ہوتے ہی پہلا خیال آپؐ کو یہی آیا کہ مسجد بنائیں اور پہلے آپؐ نے اس کیلئے کوشش شروع کی۔ اور آپؐ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا جو جوش تھا ..... دوسرے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ معاملات میں کیسے محتاط تھے ..... وہ لڑکے آپؐ کو زمین مفت دینا چاہتے تھے آپؐ نے اسکے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور اس کی وجہ وہ احتیاط تھی جو آپؐ کے تمام کاموں میں پائی جاتی تھی ..... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے طریق عمل سے بتا دیا کہ باوجود اس کے کہ آپؐ حقدار تھے اور اہل مدینہ کے مہمان تھے آپؐ نے ان یتامیٰ سے بغیر قیمت زمین لینے سے انکار کر دیا اور با صرار قیمت ان کے حوالہ کی۔ (سیرت النبیؐ صفحہ ۸۵-۸۶)

عربی منظوم کلام

اِنِّیْ لَقَدْ اُحْیِیْتُ مِنْ اِحْیَائِہٖ

هُوَ جَنَّةٌ إِنِّيْ أَرَىٰ أَثْمَارَهُ ۞ وَقُطُوْفُهُ قَدْ ذُلِّلَتْ لِجَنَانِيْ

آپ ایک باغ ہیں۔ بے شک میں دیکھتا ہوں کہ اسکے پھل اور اسکے خوشے میرے دل کے لئے جھکا دیئے گئے ہیں

أَلْفَيْتُهُ بَحْرَ الْحَقَائِقِ وَالْهُدَىٰ ۞ وَرَأَيْتُهُ كَالدُّرِّ فِي اللَّمَعَانِ

میں نے آپ کو حقائق اور ہدایت کا سمندر پایا اور چمک دمک میں آپ کو موتی کی طرح پایا

وَاللّٰهِ إِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ جَمَالَهُ ۞ بِعُيُوْنِ جِسْمِيْ قَاعِدًا بِمَكَانِيْ

بخدا! میں نے آپ کے جمال کو اپنی جسمانی آنکھوں سے اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے دیکھا ہے

وَنَبِيُّنَا حَيٌّ وَّإِنِّيْ شَاهِدٌ ۞ وَقَدِ اقْتَطَفْتُ قَطَائِفَ اللُّقْيَانِ

اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور بے شک میں گواہ ہوں اور میں نے آپ کی ملاقات کے ثمرات حاصل کئے ہیں

إِنِّيْ لَقَدْ أُحْيِيْتُ مِنْ إِحْيَائِهِ ۞ وَاهًا لِإِعْجَازٍ فَمَا أَحْيَانِيْ

بے شک میں آپ کے زندہ کرنے سے ہی زندہ ہوا ہوں۔ سبحان اللہ! کیا اعجاز ہے اور مجھے کیا خوب زندہ کیا ہے

يَا رَبِّ صَلِّ عَلَىٰ نَبِيِّكَ دَائِمًا ۞ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا وَبَعْثٍ ثَانِ

اے میرے ربّ! اپنے نبی پر ہمیشہ درود بھیجتا رہ۔ اس دنیا میں بھی اور دوسری دنیا میں بھی

يَا سَيِّدِيْ قَدْ جِئْتُ بَابَكَ لَاهِفًا ۞ وَالْقَوْمُ بِالْإِكْفَارِ قَدْ آذَانِيْ

اے میرے آقا! میں تیرے دروازے پر مظلوم و مضطر فریادی کی حالت میں آیا ہوں جبکہ قوم نے (مجھے) کافر کہہ کر ایذا دی ہے،

(القصائد الاحمدیہ صنا-۱۱)

فارسی منظوم کلام

آنکہ در فیض و عطا یک خاورے

آنکہ در خوبی نہ دارد ہمسرے　⁘　در دلم جوشد ثنائے سرورے
میرے دل میں اس سردار کی تعریف جوش مار رہی ہے جو خوبی میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتا

آنکہ روحش واصلِ آں دلبرے　⁘　آنکہ جانش عاشقِ یارِ ازل
وہ جس کی جان خدائے ازل کی عاشق ہے وہ جس کی روح اس دلبر سے ملی ہوئی ہے

ہمچو طفلے پروریدہ در برے　⁘　آنکہ مجذوبِ عنایاتِ حق است
وہ جو خدا کی مہربانیوں سے اس کی طرف کھینچا گیا ہے اور خدا کی گود میں ایک بچہ کی مثل پلا ہے

آنکہ در لطفِ اتم یکتا درے　⁘　آنکہ در برّ و کرم بحرِ عظیم
وہ جو نیکی اور بزرگی میں ایک عظیم سمندر ہے اور کمالِ لطف میں ایک نایاب موتی ہے

آنکہ در فیض و عطا یک خاورے　⁘　آنکہ در جود و سخا ابرِ بہار
وہ جو بخشش اور سخاوت میں ابرِ بہار ہے اور فیض و عطا میں ایک سورج ہے

آں کریم و جودِ حق را مظہرے　⁘　آں رحیم و رحمِ حق را آیتے
وہ رحیم ہے اور رحمتِ حق تعالیٰ کا نشان ہے وہ کریم ہے اور حق تعالیٰ کی بخشش کا مظہر ہے

زشت رورا میکند خوش منظرے　⁘　آں رخِ فرخ کہ یک دیدار او
اس کا مبارک چہرہ ایسا ہے کہ اس کا دیدار بدصورت کو حسین بنا دیتا ہے

شد دلِ مردم زخورِ تاباں ترے　⁘　احمد آخر زماں کز نورِ او
احمد آخرالزماں کہ اس کے نور سے لوگوں کے دل آفتاب سے زیادہ روشن ہو گئے

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ اول)

درس الحدیث

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذکرِ الٰہی میں محویّت اور محبّت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ اِقْرَاءُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ قَالَ فَاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِيْ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُوْرَةِ النِّسَآءِ حَتّٰى بَلَغْتُ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا۔ قَالَ اَمْسِكْ فَاِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ۔ (بخاری جلد ٢ کتاب التفسیر)

(ترجمہ) مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے کچھ قرآن سناؤ۔ میں نے کہا کہ کیا میں آپؐ کو قرآن سناؤں حالانکہ قرآن کریم آپؐ پر ہی نازل ہوا ہے۔ فرمایا مجھے یہ پسند ہے کہ میں دوسرے کے منہ میں سنوں۔ چنانچہ میں نے سورۃ النساء میں سے کچھ پڑھا۔ یہاں تک کہ میں اس آیت تک پہنچا "پس کیا حال ہوگا جب ہر ایک امت میں سے ہم ایک شہید (گواہ) لائیں گے اور تجھے ان لوگوں پر شہید لائیں گے۔" اس پر آپؐ برداشت نہ کر سکے۔ اور فرمایا کہ بس کرو اور میں نے دیکھا۔ آپؐ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے پاک کلام سے محبت کا کیا عجیب رنگ ہے جو ہمارے آقا حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اطہر میں موجزن ہے۔ محبت کا ایک جوش ہے جو بحر بیکراں کی مانند نظر آتا ہے۔ کتنا شوق ہے کہ نہ صرف خود پڑھتے ہیں بلکہ دوسروں سے سننے کی تڑپ رکھتے ہیں اور پھر اپنے محبوب کا پُر تاثیر کلام سن کر چشم پُر آب ہو جاتے ہیں۔ ایک رقّت طاری ہو جاتی ہے۔ وہ جری اور شجاع جو بڑی بڑی جنگوں سے خوف نہ کھاتا تھا اسکے دل میں اپنے محبوب کے کلام کی خشیئت طاری ہو جاتی ہے۔ آپؐ کی تمام تر زندگی انہی معمولات سے مزیّن ہے اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے خوف اور امن میں، سفر اور حضر میں انفرادی اور اجتماعی زندگی اللہ تعالیٰ کے ذکر و محبت سے معمور نظر آتی ہے۔ ہر کہیں ذکر الٰہی کی ترغیب و تحریص کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اللہ اللہ کیا عشق و محبت کی حسین بہار ہے

حدیث مذکورہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان محافل کی سج دھج مندرجہ ذیل خصوصیات کی حامل ہے۔

- ★ آپؐ ہر وقت اور ہر مقام پر ذکر الٰہی سے والہانہ محبّت رکھتے ہیں۔
- ★ کلام اللہ کا پڑھنا اور سننا آپؐ کو بہت محبوب تھا اور یہ آپؐ کی روح کی غذا تھی۔
- ★ کلامِ الٰہی سن کر آپؐ کے دل میں خشیئت پیدا ہو جاتی۔ جو دراصل محبتِ الٰہی کا نتیجہ تھا۔
- ★ اس محبت کے نتیجہ میں آپؐ کا قلب اطہر وجد و عشق سے جھوم اٹھتا۔ اور یہ جذبہ محبت کے آنسوؤں میں ڈھل جاتا۔
- ★ اللہ تعالیٰ کا ذکر و محبت آپؐ کی غذا تھی اور آپؐ کا دل لقاء الٰہی کے لئے بے چین رہتا۔

اُسوۂ حسنہ

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ سیرت

اللہ تعالیٰ سے انتہا درجہ کی محبّت

ایڈیٹر

(۲)

سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود "سراپا محبت" ہے۔ اور آپؐ کی یہ محبت بڑی وسیع اور تمام کائنات پر محیط ہے۔ چنانچہ محبت کے تمام تقاضے آپؐ نے پورے کئے اور آپؐ کی حیاتِ مقدّسہ کا ہر لمحہ، آپؐ کے تمام تر معمولات اسی محبت کی عکاسی کرتے ہیں۔ اس سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت الٰہی کا جذبہ و تڑپ اور توکّل کا اعلیٰ و اکمل رنگ بیان کیا جا چکا ہے۔ اب اس محبت و فدائیت کے کچھ اور انداز اور پہلو بیان کئے جا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اور اس کی توحید کی خاطر غیرت: محبت کرنے والا ہمیشہ اپنے محبوب کے لئے غیر معمولی غیرت رکھتا ہے۔ وہ اپنے محبوب کے بارہ میں کوئی طنز کوئی تنقیص برداشت نہیں کرتا۔ کسی عیب اور کمزوری کا اس کی طرف منسوب کرنا مُحِب پر سخت ناگوار گزرتا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں ایسا جوشِ غیرت ابھرتا ہے کہ وہ اپنے محبوب کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دیتا ہے اور اپنی جان کی بازی تک لگانے سے دریغ نہیں کرتا۔

اس سلسلہ میں غزوہ اُحد کا واقعہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دینی غیرت اور جوشِ ایمانی کا مظہر ہے۔ چنانچہ حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیادہ فوج کے پچاس آدمیوں کا دستہ عبداللہ بن جبیرؓ کی سرکردگی میں مقرر کیا اور فرمایا کہ اگر تم دیکھ بھی لو کہ ہمیں جانور اُچک رہے ہیں تب بھی اپنی جگہ سے نہ ہلنا جب تک تمہیں میں کہلا نہ بھیجوں۔ اور اگر تم معلوم کر لو کہ ہم نے دشمن کو شکست دے دی ہے اور ان کو مسل دیا ہے تب بھی اس وقت تک کہ تمہیں کہلا نہ بھیجا جائے اپنی جگہ نہ چھوڑنا۔ اس کے بعد جنگ ہوئی اور مسلمانوں نے کفّار کو شکست

دے دی۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں۔ خدا کی قسم میں دیکھ رہا تھا کہ عورتیں کپڑے اٹھا اٹھا کر بھاگ رہی تھیں۔ اور ان کی پنڈلیاں ننگی ہو رہی تھیں۔ اس بات کو دیکھ کر عبداللہ بن جبیرؓ کے ساتھیوں نے کہا اے قوم غنیمت کا وقت ہے غنیمت کا وقت ہے تمہارے ساتھی غالب آگئے۔ پھر تم کیا انتظار کر رہے ہو۔ اس پر عبداللہ بن جبیرؓ نے انہیں کہا کہ کیا تم رسول کریمؐ کا حکم بھول گئے ہو۔ انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم ہم بھی ساری فوج سے مل کر غنیمت حاصل کریں گے۔ جب وہ لشکر سے آکر مل گئے تو ان کے منہ پھیرے گئے اور شکست کھا کر بھاگے۔ (اسی کے بارہ میں قرآن شریف کی یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ یاد کرو جب رسول تم کو پیچھے کی طرف بلا رہا تھا) اور رسول کریمؐ کے ساتھ سوائے بارہ آدمیوں کے کوئی نہ رہا۔ اس وقت کفار نے ہمارے ستر آدمیوں کا نقصان کیا۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد ایک قلیل جماعت رہ گئی تو اس وقت ابوسفیان نے مسلمانوں کی کمزوری کو محسوس کرتے ہوئے اپنی فتح کا اظہار کیا۔ حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں کہ ابوسفیان نے پکارا۔

"أَفِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجِيبُوهُ ثُمَّ قَالَ أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَمَّا هٰؤُلَاءِ فَقَدْ قُتِلُوْا..... فَقَالَ كَذَبْتَ وَاللّٰهِ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ إِنَّ الَّذِيْنَ عَدَدْتَ لَأَحْيَاءٌ كُلُّهُمْ..... ثُمَّ أَخَذَ يَرْتَجِزُ أُعْلُ هُبَلُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُجِيبُوْا لَهُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا نَقُوْلُ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُ أَعْلَى وَأَجَلُّ قَالَ إِنَّ لَنَا الْعُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُجِيبُوْا لَهُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا نَقُوْلُ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ"

(بخاری جلد اوّل کتاب الجہاد)

(ترجمہ) کیا تم میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ تین بار دہرایا لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا کہ وہ جواب نہ دیں۔ اس کے بعد ابوسفیان نے تین دفعہ کہا کہ کیا تم میں ابن ابی قحافہ (حضرت ابوبکرؓ) ہے۔ پھر بھی جب جواب نہ ملا۔ تو اس نے پھر تین دفعہ کہا کہ کیا تم میں ابن الخطاب (حضرت عمرؓ) ہے۔ پھر بھی جب جواب نہ ملا تو اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ یہ لوگ مارے گئے ہیں۔ اس بات کو حضرت عمرؓ برداشت نہ کر سکے اور فرمایا کہ اے خدا کے دشمن تو نے جھوٹ کہا ہے۔ جن کا تو نے نام لیا ہے وہ سب کے سب زندہ ہیں...... پھر (ابوسفیان نے) فخریہ کلمات بلند آواز

سے کہنے لگا۔ اُعْلُ ھُبَل اُعْلُ ھُبَل یعنی اے ھبل تیری شان بلند ہو اے ھبل تیری شان بلند ہو۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس کو جواب کیوں نہیں دیتے۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ ہم کیا کہیں آپؐ نے فرمایا کہو کہ اللہ تعالیٰ ہی سب سے بلند رتبہ اور سب سے زیادہ شان والا ہے۔ ابوسفیان نے یہ بات سن کر کہا کہ ہمارا تو ایک بت عزّیٰ ہے اور تمہارا کوئی عزّیٰ نہیں۔ جب صحابہؓ خاموش رہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کیوں جواب نہیں دیتے۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ ہم کیا جواب دیں۔ آپؐ نے فرمایا انہیں کہو کہ اللہ تعالیٰ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ اور دوست نہیں۔

اس روایت سے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت الٰہی کا یہ پہلو نکھر کر سامنے آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کے بارہ میں آپؐ کے دل میں کتنی غیرت تھی۔ اللہ تعالیٰ کی توحید اور کبریائی پر جہاں زد پڑ رہی تھی تو آپؐ کے دل میں بے حد جوش اور غیرت پیدا ہوئی اور آپؐ نے فرمایا کہ جواب کیوں نہیں دیتے۔ کہو اللہ تعالیٰ ہی سب سے بلند شان والا اور بزرگ و برتر ہے۔ آپؐ اپنے بارہ میں یا اپنے قریبی ساتھیوں کے متعلق دشمن کی جھوٹی خوشی اور نعرے بازی کو نظر انداز کرتے ہیں۔ مگر جہاں ذاتِ باری تعالیٰ کی تقدیس اور بزرگی پر حرف آتا ہے تو آپؐ کی اللہ تعالیٰ سے محبت آپؐ کو بے چین کر دیتی ہے۔ اور باوجود اس کے کہ خطرہ سر پر منڈلا رہا ہے اور دشمن کے دوبارہ حملہ کا امکان ہے۔ آپؐ تمام خطرات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے نہایت درجہ غیرت اور شجاعت کا اظہار فرماتے ہیں۔ اس روایت سے حضرت اقدس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت الٰہیہ کے یہ پہلو نمایاں نظر آتے ہیں۔

۱۔ آپؐ دشمن کی جھوٹی فتح اور خوشی کے نتیجہ میں اپنی ذات کے بارہ میں ہتک کے کلمات برداشت کر لیتے ہیں۔ مگر جب اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس پر حملہ ہوتا ہے تو آپؐ کی قوتِ برداشت، جوشِ غیرت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

۲۔ آپؐ دشمن کی طرف سے مزید حملہ کا امکان ہوتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کی خاطر شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دشمن کو جواب دیتے ہیں۔

۳۔ دشمن کے بتوں کی تعریف و توصیف کے مدّمقابل اللہ تعالیٰ کی تمجید و عظمت کا برملا اعلان کرتے ہیں اور توحیدِ الٰہی کا دفاع کرتے ہیں۔

۴۔ آپؐ یہ فرما کر کہ تمہارے عزّیٰ کی کوئی حقیقت نہیں "اللّٰہُ مَوْلَانَا" اللہ ہمارا مولیٰ اور دوست ہے۔ اپنے کامل توکل اور بھروسہ کا ایسے وقت میں اعلان فرماتے ہیں جبکہ بظاہر کوئی اسباب نہیں ہیں۔

نیز یہ کہ اپنے ربّ پر کتنا ناز ہے کہ اسی کے معین و مددگار ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔ یہ فقید المثال یقین اور کامل توکل ہے صبر، غیرت اور محبت کا حسین امتزاج ہے۔

احکامِ الٰہی کی تعمیل کے لئے غیرت:۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا مقدّس مشن احکاماتِ الٰہیہ کی تعمیل و تقدّم تھا۔ آپؐ خود احکامِ الٰہی کی بشدّت پیروی کرتے جو آپؐ کی فطری محبّت کا تقاضا تھا اور اسی محبّت کا نتیجہ تھا کہ احکامِ الٰہی کی پیروی کروانے میں بڑی غیرت رکھتے تھے۔ اور اس غیرت میں اتنی وسعت تھی کہ اپنے محبّوں اور دوستوں سے بھی رعایت نہ فرماتے۔ آپؐ نے دین اور احکامِ الٰہی کی ہتک کبھی برداشت نہ کی۔ اور اس کے لئے غیرت دکھلائی۔ جہاں آپؐ نے اُحد کے سخت خطرات کے وقت مخالف دشمنوں کو جواب دیتے ہوئے دینی غیرت کا برملا اظہار کیا وہاں اگر اپنے دلی محبّوں اور مومنوں سے کوئی سُستی ہوئی اور انہوں نے دینی احکامات سے لاپرواہی برتی تو ان سے کوئی رعایت نہ کر کے عملاً غیرت کا نمونہ دیا۔

کعب بن مالکؓ سے روایت ہے وہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے واقعہ کے وقت میرا یہ حال تھا کہ میں نسبتاً زیادہ مضبوط اور سامان رکھتا تھا اور کسی جنگ کے وقت میرے پاس دو اونٹنیاں اکٹھی نہیں ہوئیں۔ مگر اس وقت میرے پاس دو اونٹنیاں موجود تھیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ جب جنگ کے لئے جاتے تو منزل ظاہر نہ فرماتے۔ لیکن تبوک کے موقعہ پر طویل سفر اور راستے کے بکثرت دشمنوں سے مڈبھیڑ ہونے کے آپؐ نے واضح طور پر بتا دیا کہ کس طرف جانا ہے۔ اس وقت مسلمانوں کی تعداد کافی تھی۔ اور یہ بھی خیال گذرتا تھا کہ اگر کوئی غیر حاضر ہوا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی الٰہی سے ہی اس کی خبر ہوگی۔ اس وقت موسم کا یہ حال تھا کہ پھل پک چکا تھا۔ گرمی کی شدّت کے باعث سایہ اچھا معلوم ہوتا تھا۔ بہرحال جنگ کی تیاری شروع ہو گئی اور میں بھی ہر صبح جنگ کی تیاری کے لئے نکلتا مگر پھر لوٹ آتا اور کچھ کام نہ کرتا۔ اس طرح دن گذرتے گئے۔ لوگوں نے محنت سے زادِ راہ تیار کر لیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں لشکر روانہ ہو گیا۔ مَیں نے سوچا کہ ایک دو دن میں تیاری کر کے آپؐ سے جا ملوں گا۔ مگر تاخیر ہوتی گئی۔ لشکر بہت آگے نکل گیا اور باوجود ارادہ کے کہ میں ان سے مل جاؤں مجھ سے ایسا نہ ہو سکا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کے بعد میں باہر نکلتا اور لوگوں میں پھرتا تو مجھے یہ بات دیکھ کر سخت صدمہ ہوتا کہ جو لوگ پیچھے رہ گئے ہیں یا تو وہ تھے جو منافق سمجھے جاتے تھے یا ضعیف اور معذور تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام تبوک پر پہنچے تو آپؐ نے پوچھا کہ کعب بن مالک کہاں ہے۔ بنی سلمہ کے ایک آدمی (عبداللہ بن انیس) نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ وہ اپنی ظاہری وجاہت اور حسن و جمال پر فخر کرتا ہوا رہ گیا ہے اور آپؐ کے ساتھ نہیں آیا۔

معاذ بن جبلؓ نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا اور کہا کہ یا رسول اللہ ہم تو اس کو اچھا آدمی سمجھتے ہیں ۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے ۔

کعب بن مالک کہتے ہیں کہ جب یہ خبر آئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس آرہے ہیں تو مَیں سخت غم زدہ ہوا اور طرح طرح کے خیال آنے لگے اور مختلف عذر سوچنے لگا۔ جب یہ خبر ملی کہ آپ مدینے کے قریب آگئے ہیں ۔ تو اس وقت عذر اور خیال سب دل سے نکل گئے اور مَیں نے سمجھا کہ جھوٹی باتیں بنا کر مَیں بچ نہیں سکتا چنانچہ ارادہ کر لیا کہ سچ سچ کہوں گا ۔ رسول کریمؐ اپنی مبارک عادت کے مطابق سفر سے آنے کے بعد مسجد تشریف لائے اور نوافل ادا کر کے لوگوں سے ملنے بیٹھ گئے ۔ جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے انہوں نے اپنے اپنے عذر بیان کئے اور اپنی سچائی کے لئے قسمیں کھاتے رہے ۔ آپؐ نے ان کے عذر مان لئے اور ان سے بیعت لی ۔ اور ان کے واسطے دعا کی اور دلوں کے بھید کو خدا تعالیٰ پر رکھا ۔

کعب بن مالک کہتے ہیں کہ مَیں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ۔ مَیں نے آپؐ کو سلام کیا تو آپؐ مسکرائے مگر جیسے غصے میں کوئی مسکراتا ہے ۔ مَیں آپ کے سامنے بیٹھ گیا ۔ آپؐ نے پوچھا کعب تو کیوں پیچھے رہ گیا ۔ تُو نے سواری بھی خرید لی تھی ۔ مَیں نے عرض کی بے شک اگر مَیں کسی عام آدمی کے سامنے ہوتا تو باتیں بنا کر غصے سے بچ جاتا ۔ مَیں اچھا خوش بیان بھی ہوں ۔ مگر خدا کی قسم مَیں یہ سمجھتا ہوں اگر مَیں نے جھوٹ بولا ۔ اور آپؐ کو خوش کر لیا تو اللہ تعالیٰ اصل حقیقت آپؐ پر کھول دے گا ۔ اس طرح میرا جھاد سے اعراض آپ کو زیادہ غصہ دلائے گا ۔ اور سچ بولنے سے اگر آپ مجھ پر غصہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی اُمید تو ضرور ہوگی چنانچہ کعب بن مالک نے کہا خدا کی قسم مَیں قصوروار ہوں ۔ زور ، طاقت ، قوت دولت سب میں کوئی میرے برابر نہ تھا ۔ اور ان سب کے ہوتے ہوئے مَیں پیچھے رہ گیا ۔ یہ سُن کر آپؐ نے فرمایا کعب نے سچ سچ کہہ دیا ۔ کعب تُو اب چلا جا ۔ جب تک اللہ تعالیٰ تیرے بارہ میں کوئی حکم نہ اتارے ۔ بنی سلمہ کے لوگ میرے پیچھے آئے اور کہنے لگے کہ خدا کی قسم ہم کو تو معلوم نہیں کہ تُو نے اس سے پہلے بھی کوئی قصور کیا ہو ۔ مَیں نے ان سے پوچھا کوئی اور بھی ہے جس نے میری طرح قصور کا اقرار کیا ہو ۔ انہوں نے کہا ہاں دو اور بھی ہیں ۔ مرارہ بن ربیع عمروی اور ہلال بن امیہؓ واقفی اور یہ دونوں بھی غزوہ بدر میں شریک ہو چکے تھے ۔ کعب بن مالک روایت کرتے ہیں ۔

”نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ المسلمین عن کلامنا ایھا الثلاثۃ من بین تخلف عنہٗ فاجتنبنا النّاس و تغیّر والنا حتّٰی تنکرت فی نفس الارض فما ھی التی اعرف فلبثنا علیٰ ذٰلک خمسین لیلۃ فاما صاحبای فاستکانا

وَقعه فی بیوتهما یبکیان فاما انا کنت اشب القوم واجلدهم فکنت اخرج فاشهد الصلوٰة مع المسلمین واطوف فی الاسواق ولا یکلمنی احد وآتی رسول اللّٰہ علیہ وسلم علیه وهو فی مجلسه بعد الصلوٰة فاقول فی نفسی هل حرّک شفتیه بردّ السّلام ام لا ثم اُصلّی قریبًا منه فاسارقه النظر فاذا اقبلت علی صلوٰتی اقبل الیّ واذا التفت نحوہٗ اعرض عنی حتّٰی اذا طال علیّ ذٰلک جفوۃ الناس مشیت حتّٰی تسوّرت جوار حائط ابی قتادہ وهو ابن عمی واحبّ الناس الیّ فسلّمت علیه فواللّٰہ ماردّ علی السّلام فقلت یا ابا قتادۃ انشدک باللّٰہ هل تعلمنی احبّ اللّٰہ ورسوله فسکت فعدت له فنشدته فقال اللّٰہ ورسوله اعلم۔ ففاضت عینای و تولیت حتّٰی تسوّرت الجدار۔

(بخاری جلد ۲ کتاب المغازی باب حدیث کعب بن مالک رضؓ)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مسلمانوں کو منع کر دیا۔ کہ ہم تینوں آدمیوں سے کوئی کلام نہ کرے۔ اور دوسرے لوگ جو پیچھے رہ گئے تھے۔ ان کے لئے یہ حکم نہ تھا۔ اب لوگوں نے ہم سے پرہیز کرنا شروع کر دیا۔ کوئی بات نہ کرتا۔ بالکل کورے ہو گئے۔ (جیسے کوئی آشنائی نہ تھی) پچاس راتیں اسی حالت میں گزریں۔ میرے دونوں ساتھی یعنی مرارہؓ اور بلالؓ تو روتے پیٹتے اپنے گھروں میں بیٹھے رہے اور میں جوان مضبوط آدمی تھا تو اس تکلیف پر صبر کر کے بھی باہر نکلتا نماز میں شریک ہوتا۔ بازاروں میں گھومتا رہتا مگر کوئی شخص میرے ساتھ بات نہ کرتا۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی آتا۔ آپؐ نماز پڑھ کر بیٹھے رہتے ہیں۔ آپؐ کو سلام کرتا۔ پھر مجھے شبہ رہتا کہ آپؐ نے اپنے مبارک ہونٹ ہلا کر مجھ کو سلام کا جواب بھی دیا یا نہیں۔ پھر میں آپؐ کے قریب کھڑے ہو کر نماز پڑھتا رہتا اور کن انکھیوں سے آپؐ کو دیکھتا۔ جب میں نماز میں ہوتا تو آپؐ مجھے دیکھتے اور جب میں آپؐ کو دیکھتا تو آپؐ منہ پھیر لیتے۔ جب اس طرح ایک مدت گزر گئی اور لوگوں کی روگردانی بوجھل ہو گئی تو میں اپنے چچا زاد ابوقتادہ کے باغ کی دیوار پر چڑھا۔ اس سے مجھے بہت محبت تھی۔ میں نے اس کو سلام کیا تو خدا کی قسم اس نے سلام کا جواب تک نہ دیا۔ میں نے کہا ابوقتادہ! تو مجھ کو اللہ اور اس کے رسول کا بہی خواہ سمجھتا ہے یا نہیں۔ اس نے تب بھی جواب نہ دیا۔ میں نے دوبارہ یہی کہا لیکن جواب نہ ملا۔ پھر تیسری بار کہا تو اس نے یہ کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ اس وقت مجھ سے رہا نہ گیا۔ میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور پیٹھ

پھر کر دیوار پر چڑھ کر وہاں سے چلا آیا۔

مذکورہ روایت میں ہے کہ جب چالیس راتیں گزر چکی تھیں تو ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لانے والا خزیمہ رضؓ بن ثابت میرے پاس آیا۔ کہنے لگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے تم اپنی بیوی عمیرہ بنت جبیر سے بھی الگ رہو۔ میں نے پوچھا کیا اس کو طلاق دے دوں۔ اس نے کہا نہیں۔ اس سے الگ رہو۔ صحبت وغیرہ نہ کرو۔ میرے دونوں ساتھیوں کے لئے بھی یہی حکم تھا۔ آخر میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اے نیک بخت تو اپنے کنبے والوں میں چلی جا۔ وہیں رہ جب تک اللہ میرا کچھ فیصلہ نہ کرے۔ چنانچہ وہ چلی گئی۔ دس راتیں اور گزریں اور پچاس راتیں پوری ہوگئیں۔ کہ میں فجر کی نماز پڑھ کر اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا تھا تو جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ ۔ میرا دل تنگ اور زمین اپنی وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ ہوگئی تھی۔ تو میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو سلع پہاڑ پر چڑھ کر پکار رہا تھا (یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے) کعب بن مالک خوش ہو جاؤ۔ یہ سنتے ہی میں سجدے میں گر پڑا۔ اور مجھ کو یقین ہو گیا کہ اب میری مشکل دور ہوگئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز کے بعد لوگوں کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا قصور معاف فرما دیا۔ لوگ خوشخبری دینے میرے پاس اور میرے دونوں ساتھیوں (مرارہ اور ہلال) کے پاس جانے لگے۔ میں نے ابو قتادہ سے دو کپڑے مانگ کر پہنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ راستے میں لوگ مجھے ملتے اور مبارکباد دیتے۔ طلحہ رضؓ بن عبیداللہ مجھ کو دیکھ کر دوڑے اور مصافحہ کیا۔ مبارکباد دی۔ جب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپؐ کا چہرہ خوشی سے جگمگا رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا

"ابشر بخیر یوم مر علیک منذ ولدتک امک"　(بخاری ایضاً)

کعب وہ دن تجھ کو مبارک ہو جو ان سب دنوں سے بہتر ہے۔ جب سے تیری ماں نے تجھ کو جنا۔

یہ طویل روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت اور حسین فطرت کے کئی پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہے۔ آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل کے لئے کتنا جوش تھا کتنی غیرت تھی۔ جہاد کا اہم موقعہ ہو، اعلائے کلمۃ اللہ کا عظیم مقصد ہو اور کوئی طاقت و مقدرت ہونے کے باوجود اللہ کے راستے میں نکلنے سے گریز کرے تو خواہ وہ آپ کا کتنا ہی محب ہو، اخلاص رکھتا ہو۔ یا آپؐ اس سے محبت رکھتے ہوں۔ آپؐ للّٰہی غیرت کے باعث ایسی سزا دیتے ہیں کہ وہ اپنی زندگی کو دوبھر محسوس کرتا ہے۔ اور صحابہؓ کی جماعت، یہاں تک کہ بیویاں بھی ان سے تعلقات منقطع کر دیتی ہیں۔ غسان کا بادشاہ ایسے موقعہ پر اکساتا ہے تو وہ اس کا خط نذر آتش کر دیتے ہیں۔ اور اس کی پیشکش کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کا وجود رحمت نرم طبیعت اور حلیم وشفیق ہوتے ہوئے اللہ کے دین اس کے احکامات پر عمل اور اس کی محبت میں کسی امر کی پرواہ نہیں کرتے اور مومنوں کی سستی اور کوتاہی پر غیرت کا اظہار فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے اخلاص ووفا کا تعلق:۔

محبت الٰہی کا ہی یہ تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اخلاص ووفا کا تعلق ہو۔ اور یہ تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں بدرجہ اتم موجود تھا۔ دنیوی معاملات میں آپؐ نے اللہ تعالیٰ کے قانون کو مقدم رکھا۔ کعب بن مالکؓ کا واقعہ اسی اخلاص باللہ کی ایک کڑی ہے کہ احکامات کو بہر طور مقدم کیا گیا۔ عام طور پر یہ معاشرتی کمزور پہلو ہے کہ کسی بڑے آدمی کے جرم کو ہلکا سمجھ کر نظر انداز کیا جاتا ہے جس سے جرائم ترویج پاتے ہیں اور قانون کی عظمت ختم ہو کر رہ جاتی ہے۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدود وتعزیرات کے نفاذ میں کبھی کسی سے رعایت نہیں کی اور قانون کے مطابق اس سے سلوک کیا۔ اس طرح آپؐ احکام شریعت کے اجراء میں محتاط رہتے تھے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ بنی مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی۔ اس پر لوگوں نے چاہا کہ رسول کریمؐ سے اس عورت کے لئے سفارش کی جائے۔ لیکن کسی نے اس کی جرأت نہ کی۔ آخر اسامہ بن زیدؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"انّ بنی اسرائیل کان اذا سرق فیھم الشّریف ترکوا واذا سرق فیھم الضّعیف قطعوہ لو کانت فاطمۃ لقطعت یدھا۔"

(بخاری جلد اوّل کتاب المناقب)

یعنی بنی اسرائیل کی عادت تھی کہ جب ان میں کوئی شریف چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے مگر جب کوئی کمزور چوری کرتا تو اس کا ہاتھ قطع کرتے۔ فرمایا اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دوں۔

قانون کا احترام وعظمت آپؐ ہمیشہ ملحوظ رکھتے تھے۔ کیونکہ آپؐ خلیفۃ اللہ فی الارض تھے۔ اور آپؐ اللہ تعالیٰ کی عظمت کو قائم کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ آپؐ نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے معاملہ صاف رکھا۔ آپؐ اتنے محتاط تھے کہ ہر بات میں اللہ تعالیٰ کی طرف نگاہ ہوتی اور ذاتِ باری تعالیٰ پر کوئی حرف زنی کئے جانے کا موقعہ نہ آنے دیتے۔

رضائے الٰہی کا مقدم کرنا:۔

محبت کے اس تقاضے کو بھی آپؐ نے بدرجہ اولیٰ مقدم کیا۔ کہ سفر و حضر میں امن اور جنگ میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف نگاہ تھی۔ اور اس کے منشا و رضا کے مطابق قدم اٹھایا۔

کفارِ مکہ نے آپؐ کو اور آپؐ کے صحابہؓ کو کیا کیا اذیتیں نہ دی تھیں۔ مقصد یہ تھا کہ آپؐ توحید کے اعلان و اشاعت سے باز آجائیں۔ آپؐ نے صحابہؓ کی ناقابلِ برداشت تکالیف کے باعث ہجرت کی اجازت بھی دے دی۔ مگر خود دُکھ اور تکلیفیں برداشت کرتے رہے اور ہجرت نہ کی تاآنکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اِذن نہ ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ کے ایک بار ہجرت کی اجازت طلب کرنے پر فرمایا۔ "اَرجُو ان یوذن لی" ۔ اُمید ہے کہ مجھے بھی اجازت مل جائے۔ پس آپؐ کی ہجرت بھی اللہ تعالیٰ کی رضا اور اذن سے تھی۔ چنانچہ آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو خبر دی۔

"فانی قد اذن لی فی الخروج فقال ابوبکر الصحبة بابی انت یا رسول اللہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم۔ (بخاری جلد اوّل باب ھجرۃ النبی)

فرمایا مجھے ہجرت کا حکم ہوا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھے بھی ساتھ ہی جانے کی اجازت دیجئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اچھا۔

یہ واقعہ بتاتا ہے۔ آپؐ ہجرت کے لئے اس وقت تک نہیں نکلے نہ مکہ چھوڑا جب تک اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہوا۔ اور آخر تک اس حکم پر قائم رہے اور اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھایا۔

آپؐ جب کبھی کوئی اہم کام کرتے کہیں سفر پر جانا ہوتا تو استخارہ کیا کرتے اور اللہ تعالیٰ کی راہنمائی کے بغیر کوئی قدم نہ اٹھاتے۔ اس طرح آپؐ کے تمام معمولاتِ زندگی اس محبت کی عکاسی کرتے ہیں جو ذاتِ باری تعالیٰ سے آپؐ کو تھی۔

اللہ تعالیٰ کی محبت و عظمت کیلئے جُرأت و شجاعت:۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی محبت و عظمت کی خاطر بڑے جری اور شجاع واقع ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کا تقاضا آپؐ نے توحید کے قیام اور اسکی عظمت کو ظاہر کرتے ہوئے زندگی بھر پورا کیا۔ جنگ، خطرہ اور پیشکش آپ کو اس عظیم مقصد سے نہ ہٹا سکے۔ اور اس کے لئے آپؐ نے فقید المثال اُسوہ پیش کیا۔

غزوہ حنین میں دشمنوں نے آپؐ کی ذاتِ اقدس کو نشانہ بنایا تھا۔ شدید حملہ کے باعث جب تیروں کی زبردست بوچھاڑ ہوئی تو بارہ ہزار آزمودہ کار سپاہیوں کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ چند وفادار ساتھی آپؐ کے گرد حلقہ بنائے ہوئے تھے۔ تربیت یافتہ گھوڑے بھی بھاگ رہے تھے اور باوجود کوشش کے واپس نہ لوٹتے تھے۔ ایسے موقعہ پر جرأت و شجاعت کا پیکر تیروں کی بارش کی ذرا پرواہ نہ کرتے ہوئے کسی سے خوف زدہ نہ تھا۔ براء بن عازبؓ کی روایت ہے۔

"واستقبلونا باسھامٍ فاما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یفر فلقد رأیتہ

وانہ لعلی بغلتہ البیضاء وان ابا سفیان اخذ بلجامہا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ؎ انا النبی لا کذب - انا ابن عبد المطلب" (بخاری جلد اول کتاب الجہاد)

قبیلہ ہوازن نے ہمیں مشغول دیکھ کر تیر برسانے شروع کئے۔ پس اور لوگ تو بھاگ گئے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قائم رہے۔ بلکہ اس وقت میں نے دیکھا کہ آپؐ اپنی سفید خچر پر سوار تھے اور ابوسفیان نے آپؐ کی خچر کی لگام پکڑی ہوئی تھی اور آپؐ فرما رہے ہیں "میں نبی ہوں اور یہ جھوٹ نہیں ہے۔ میں عبد المطلب کی اولاد ہوں۔

اس واقعہ سے جرأت اور شجاعت کے علاوہ آپؐ نے لوگوں کو بلانے اور پکارنے کے ساتھ توحید کا سبق دیا ہے۔ اسی طرح شرک کی نفی اور خدا تعالیٰ پر یقین و توکّل بھی نظر آتا ہے۔ آپؐ چند ساتھیوں کے جلو میں تیروں کی بوچھاڑ میں محفوظ تھے۔ آپؐ نے یہ شبہ بھی نہ ہونے دیا کہ آپؐ کے محفوظ و سلامت رہنے سے اللہ تعالیٰ کی توحید پر کوئی حرف آئے بلکہ آپؐ تو اپنی نبوت و رسالت کا اعلان فرما رہے ہیں کہ اگر اس حالت میں سلامت ہوں تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ہی کرامت اور نشان ہے اور اگر خشیئت ہے تو صرف اللہ کی۔ کسی غیر اللہ کا ڈر اور خوف نہیں۔

اسی نوعیت کا واقعہ جرأت و شجاعت مدینہ منورہ کی ایک تاریک رات کا بھی ہے جب غنیم کے مدینہ پر حملہ آور ہونے کی خبر ملی تو رات کی تاریکی میں تن تنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک تیز و تند گھوڑے پر سوار دور تک نکل گئے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے۔

"کان فزع بالمدینۃ فاستعار النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرسًا لنا یقال لہ مندوب فقال ما رأینا من فزع وان وجدناہ البحرا۔" (بخاری جلد اول کتاب الجہاد)

مدینہ میں کچھ گھبراہٹ تھی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارا گھوڑا مستعار لیا جس کا نام مندوب تھا اور فرمایا کہ ہم نے کوئی گھبراہٹ کی بات نہیں دیکھی اور ہم نے تو اس گھوڑے کو سمندر پایا ہے یعنی نہایت تیز و تند ہے اور سمندر کی طرح لہریں مار کر چلتا ہے۔

اس واقعہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمالِ جرأت اور شجاعت نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کا خوف دل میں نہیں۔ اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ آپ وہ اعلیٰ و ارفع اور اکمل وجود تھے۔ جو ربّ کریم سے انتہاء درجہ کی محبت کرنے والے تھے اور اس محبت پہ ناز بھی رکھتے تھے۔ کہ آپؐ کا خدا آپؐ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ اور آپؐ کی محبت، آگ کے شعلوں کیلئے بَرْدًا وَّسَلَامًا کی نوید ہوگی۔ یہ ثمرۂ محبت ہی تھا کہ آپؐ کا کلام خدا تعالیٰ کا کلام، آپؐ کے افعال خدا تعالیٰ کے افعال اور آپؐ کا ظہور خدا تعالیٰ کا ظہور قرار پایا۔ سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ... آپؐ کے اس مقامِ قُرب کے بارہ میں فرماتے ہیں

؎ بوئے محبوبِ حقیقی مید مد زاں روئے پاک ∴ ذاتِ حقّانی صفاتش مظہرِ ذاتِ قدیم

(جاری)

نعت

◎

حمد خدا کی سُن کر تا نیں　　جاگ اُٹھیں بے جان چٹانیں
تیر دُعا کے دل کی کماں سے　　دیکھ کے لرزے چرخ پہ انجم
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

تیرے نُور کا جلوۂ تاباں　　دیکھ کے غمگیں بھی ہو شاداں
بند کرے ہے اِس کو نا داں　　تُو ہے ہر اِک نُور کا خاتم
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

رُخ پر حُسنِ الٰہی پائیں　　آنکھوں میں مخمور گھٹائیں
اُن کے لبوں پر وحیِ الٰہی　　پھُول پہ بادِ صَبا اور شبنم
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

کون کہے یہ گزری کہانی　　طُور کی آگ اور نیل کا پانی
تاریخ اِس کو دہراتی رہے گی　　فطرت کا یہ اصل ہے محکم
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

آتے ہیں وہ عرشِ عُلیٰ سے — ساتھ ہیں چشمے آبِ بقا کے
دیتے ہیں جو پینا چاہے — اہلِ عرب ہو یا ہو اعجم
صلی اللہ علیہ وسلم

لب پہ حُجتِ ابراہیمی — نُور کا ہاتھ اور عصائے کلیمی
بانگِ درا از عرشِ مُعلّٰی — عیسوی دَم سے حشر بہ عالم
صلی اللہ علیہ وسلم

اُس کے دین میں جبر نہیں ہے — قوم کو قوم پہ فخر نہیں ہے
آدم زاد ہیں سارے یکساں — وہ ہیں سب کے ہادیٔ اعظم
صلی اللہ علیہ وسلم

خاک کے ذرّوں نے ہے دُعا کی — موجِ صبا نے حمد و ثنا کی
آگ بھی خادم راہِ ہُدیٰ کی — زم زم کا ہے پاک ترنّم
صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ کے احکام ہیں قائم — اللہ کے آیات ہیں دائم
سانچے ہیں یہ خیر اور شر کے — یومِ جزا تک قائم دائم
صلی اللہ علیہ وسلم

مولوی محمد اسمٰعیل گوئیکی (فیصل آباد)

سیرت طیبہ

ایمان افروز اور رُوح پرور ـــــ روایات

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ...... کا قرآن کریم سے عشق

ـــــ مرتبہ: محترم سمیع اللہ صاحب زاہد ـــــ

ز عشّاقِ فرقان و پیغمبریم
بدیں آمدیم و بدیں بگذریم

(ازالہ اوہام)

حضرتِ اقدس مسیح موعود..... فرماتے ہیں کہ ہم قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں میں سے ہیں۔ اسی پر ہم آئے اور اسی پر ہم گذر جائیں گے۔ مندرجہ ذیل روایات آپ کے اسی عشق و محبت کو پیش کرتی ہیں۔

سورۃ فاتحہ پر غور ـــــ استغراق کی کیفیت

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد...... فرماتے ہیں:-

"ایک صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود..... پالکی میں بیٹھ کر قادیان سے بٹالہ تشریف لے جا رہے تھے (اور یہ سفر.... قریباً ۵ گھنٹے کا تھا) حضرت مسیح موعود...... نے قادیان سے نکلتے ہی اپنی حمائل شریف کھول لی اور سورۃ فاتحہ کو پڑھنا شروع کیا اور برابر پانچ گھنٹے تک اسی سورۃ کو اس استغراق کے ساتھ پڑھتے رہے کہ گویا وہ ایک وسیع سمندر ہے جس کی گہرائیوں میں آپ اپنے ازلی محبوب کی محبت و رحمت کے موتیوں کی تلاش میں غوطے لگا رہے ہیں۔"

(سیرتِ طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد..... صـ۱۶)

قیام سیالکوٹ اور قرآن کریم سے گہری رغبت

سیالکوٹ کے زمانہ قیام کا ہی ایک چھوٹا سا واقعہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی..... نے بیان کیا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"حضرت مسیح موعود کی ہمیشہ سے عادت تھی کہ جب وہ اپنے حجرے میں بیٹھتے تو دروازہ بند کر لیا کرتے تھے۔ یہی طرز عمل آپ کا سیالکوٹ میں تھا۔ لوگوں سے ملتے نہیں تھے۔ جب کچہری سے فارغ ہو کر آتے تو دروازہ بند کر کے .... ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتے۔ عام طور پر انسان کی عادت متجسس واقع ہوئی ہے۔ بعض لوگوں کو یہ ٹوہ لگی کہ یہ دروازہ بند کر کے کیا کرتے رہتے ہیں۔ ایک دن ان ٹوہ لگانے والوں کو حضرت مسیح موعود کی اس مخفی کارروائی کا سراغ مل گیا۔ اور وہ یہ تھا کہ آپ مصلیٰ پر بیٹھے ہوئے قرآن مجید ہاتھ میں لئے دعا کر رہے ہیں کہ

"یا اللہ تیرا کلام ہے۔ مجھے تو ہی سمجھائے گا تو میں سمجھ سکتا ہوں۔"

(حیاتِ احمد ص ۱۳۵-۱۳۶)

سیالکوٹ کے زمانہ قیام میں آپ کی رہائش کچھ عرصہ کشمیری محلہ میں میاں فضل دین صاحب کے چھوٹے بھائی عمرا نامی کشمیری کے مکان پر رہی۔ میاں فضل دین صاحب کے عزیزوں میں سے کسی نے شیخ عبدالقادر صاحب سابق سوداگر مل مصنف حیاتِ طیبہ کو بتایا کہ

"حضرت صاحب کے متعلق مشہور ہے کہ آپ جب کچہری سے تشریف لاتے تھے تو دروازہ میں داخل ہونے کے بعد دروازہ کو پیچھے مڑ کر بند نہیں کرتے تھے تاکہ گلی میں اچانک کسی نامحرم عورت پر نظر نہ پڑے۔ بلکہ دروازہ میں داخل ہوتے ہی دونوں ہاتھ پیچھے کر کے پہلے دروازہ بند کر لیتے تھے اور پھر پیچھے مڑ کر زنجیر لگایا کرتے تھے۔ گھر میں سوائے قرآن مجید پڑھنے اور نمازوں میں لمبے لمبے سجدے کرنے کے اور آپ کا کوئی کام نہ تھا۔ بعض آیات لکھ کر دیواروں پر لٹکا دیا کرتے تھے اور پھر ان پر غور کرتے رہتے تھے۔"

(حیاتِ طیبہ ص ۲۰)

حضرت عرفانی صاحب..... آپ کی دعویٰ مسیح موعود سے قبل کی زندگی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں اور یہ ان کی تحقیق کا نچوڑ ہے۔

"اس وقت آپ کے مشاغل بجز عبادت و ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن مجید اور کچھ نہ تھے۔ آپ کو یہ عادت تھی کہ عموماً ٹہلتے رہتے اور پڑھتے رہتے۔ دوسرے لوگ جو حقائق سے ناواقف تھے وہ اکثر

آپ کے اس شغل پر مبنی کرتے۔ قرآن مجید کی تلاوت اس پر تدبّر اور تفکّر کی بہت عادت تھی.... اس قدر تلاوتِ قرآن مجید کا شوق اور جوش ظاہر کرتا ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ کی اس مجید کتاب سے کس قدر محبت اور تعلق تھا اور آپ کو کلام الٰہی سے کیسی مناسبت اور دلچسپی تھی۔ اور اس تلاوت اور پُر غور مطالعہ نے آپ کے اندر قرآن مجید کی صداقت اور عظمت کے اظہار کے لئے ایک جوش پیدا کر دیا تھا اور خدا تعالیٰ نے علوم قرآنی کا ایک بحرِ ناپیدا کنار آپ کو بنا دیا تھا۔ جو علم کلام آپ کو دیا گیا۔ اس کی نظیر پہلوں میں نہیں ملتی ...... غرض ایک تو قرآن مجید کے ساتھ غایت درجہ کی محبت تھی اور اس کی عظمت اور صداقت کے اظہار کے لئے ایک رَو بجلی کی طرح آپ کے اندر دَوڑ رہی تھی۔"

(حیاتِ احمد صـ۱۳۵-۱۳۶)

تلاوتِ قرآنِ کریم سُننے پر رقّت طاری ہونا

حضرت مفتی محمد صادق..... بیان کرتے ہیں کہ

"مَیں نے حضرت مسیح موعود..... کو صرف ایک دفعہ روتے دیکھا ہے اور وہ اس طرح کہ ایک دفعہ آپ اپنے خدام کے ساتھ سَیر کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ اور ان دنوں میں.... منشی حبیب الرحمٰن صاحب حاجی پورہ والوں کے داماد (حافظ محبوب الرحمٰن.... ناقل) قادیان آئے ہوئے تھے۔ کسی شخص نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ حضور یہ قرآن شریف بہت اچھا پڑھتے ہیں۔ حضرت صاحب وہیں راستہ کے ایک طرف بیٹھ گئے اور فرمایا کہ کچھ قرآن شریف پڑھ کر سنائیں چنانچہ انہوں نے قرآن شریف سنایا تو اس وقت مَیں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب..... کی وفات پر مَیں نے بہت غور سے دیکھا مگر مَیں نے آپ کو روتے نہیں پایا حالانکہ آپ کو مولوی صاحب کی وفات کا نہایت سخت صدمہ تھا۔"

(سیرت المہدی حصّہ دوم روایت نمبر ۴۳۳)

مکرم شیخ عبدالرحمٰن صاحب نے اس واقعہ کی مزید وضاحت فرمائی ہے کہ

"حضور کو قرأت بہت پسند آئی اور وہیں حضور نے فرمایا کہ روزانہ بعد نماز عشاء ہمیں قرآن مجید سُنایا کریں۔ قریباً ایک ماہ وہ حضور کو قرآن مجید سناتے رہے۔"

(اصحابِ احمد جلد دہم حاشیہ صـ۲۰۶-۲۰۷)

شمس العلماء جناب مولانا سید میر حسن صاحب (استاد علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال) کا بیان ہے کہ "حضرت مرزا صاحب پہلے محلہ کشمیریاں میں جو اس عاصی پُر معاصی کے غریب خانہ کے بہت قریب ہے عمرا نامی کشمیری کے مکان پر کرایہ پر رہا کرتے تھے۔ کچہری سے جب تشریف لاتے تھے تو قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہوتے تھے۔ بیٹھ کر، کھڑے ہو کر، ٹہلتے ہوئے تلاوت کرتے تھے اور زار زار رویا کرتے تھے۔ ایسی خشوع اور خضوع سے تلاوت کرتے تھے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔"

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۲۷)

قرآن کریم کا ادب و احترام

قرآن مجید کے لئے جو غیرت آپ کو تھی اس کے اظہار کے لئے ایک واقعہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی .... کے الفاظ میں

"حضرت مسیح موعود بحیثیت ایک باپ کے نہایت شفیق اور مہربان تھے۔ کبھی پسند نہیں کرتے تھے کہ لوگ بچوں کو ماریں۔ پھر اپنی اولاد کی جو خدا تعالیٰ کے نشانات میں سے تھی ہر طرح دلداری فرماتے تھے۔ باوجود اس قدر نرمی اور شفقت علی الاولاد کے جب قرآن مجید کا کوئی معاملہ پیش آجاتا تو بچوں کی کوئی حقیقت آپ کے سامنے نہ رہتی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت صاحبزادہ صاحب میاں مبارک احمد ....

.... سے جبکہ وہ بہت چھوٹے بچے تھے قرآن مجید کی بے ادبی ہو گئی۔ اس وقت آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور ایسے زور سے طمانچہ مارا کہ انگلیوں کے نشان اس گلاب جیسے رخسار پر نمایاں ہو گئے اور فرمایا

"اس کو میری آنکھوں کے آگے سے ہٹا لو۔ یہ اب ہی قرآن شریف کی بے ادبی کرنے لگا ہے تو پھر کیا ہو گا۔"

یہ واقعہ حضرت مسیح موعود کی قرآنی غیرت پر روشنی ڈالتا ہے۔ اندرون خانہ میں ایک واقعہ ہوتا ہے اور یہ واقعہ ایک ایسے بچے سے ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کے حضور مکلّف نہیں۔ معصوم ہے اور کوئی شخص بھی اسے موردِ اعتراض نہیں ٹھہرا سکتا۔ پھر باپ وہ باپ جو دوسروں پر بے حد شفیق ہے۔ دشمنوں اور جان ستاں دشمنوں تک کے قصور معاف کر دینے کے لئے وسیع حوصلہ رکھتا ہے۔ بچوں کو سزا دینے کا سخت مخالف ہے اور بچوں کے تنگ کرنے پر بھی گھبراتا اور ہچکچاتا نہیں وہ اس زور سے تھپڑ مارتا ہے کہ منہ پر نشان ڈال دیتا ہے اور پیارے بچے کو سامنے سے ہٹا دینے کے لئے حکم دیتا ہے۔

اس غیرت کی کوئی نظیر دنیا میں پیش کر سکتا ہے؟ یہ بات پیدا نہیں ہو سکتی جب تک خدا تعالیٰ کے کلام کی خاص عظمت دل پر نہ ہو۔ ایسی محبت نہ ہو کہ اس کے سامنے دوسری ساری محبتیں ہیچ اور ساری عظمتیں اس پر قربان نہ ہوں۔"
(حیاتِ احمد صفحہ ۱۳۶-۱۳۷)

قرآن کریم کا بکثرت پڑھنا

آپ کے بڑے فرزند حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی روایت ہے کہ
"آپ کے پاس ایک قرآن مجید تھا۔ اس کو پڑھتے اور اس پر نشان کرتے رہتے تھے"۔ وہ کہتے ہیں کہ "میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ شائد دس ہزار مرتبہ اس کو پڑھا ہو"۔
(حیاتُ النبی جلد اوّل صفحہ ۱۰۸ بحوالہ حیاتِ طیبہ صفحہ ۱۳)

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ...... نے دنیا کے سامنے قرآن کریم کا حسین اور دلکش چہرہ پیش کیا، اور مذاہبِ عالم پر قرآنی عظمت و شوکت کو قائم کیا۔ آپ نے اپنی تحریرات نظم و نثر میں قرآن کریم کی جس رنگ میں تعریف و توصیف فرمائی اس کے لفظ لفظ سے محبت نظر آتی ہے۔ عام طور پر حُسن و خوبصورتی کی مثال چاند سے دی جاتی ہے۔ مگر یہ عاشقِ قرآن اس حُسن و جمال کا ذکر یوں فرماتا ہے۔

ع　قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

یعنی اور لوگوں کا چاند تو وہ ہے جو آسمان پر چمکتا ہے۔ اور اپنی ظاہری چمک دمک سے جذب و کشش اور سکینت کا موجب ہے۔ مگر ہمارا چاند وہ ہے جس کی تاثیرات ظاہر پر بھی ہیں اور باطن پر بھی۔ اور علم و معرفت کے نور سے ذہن و قلب کیلئے انقلاب آفریں ثابت ہوتا ہے۔ اور پھر یہ کلام محبوبِ حقیقی کے حُسن سے نہ صرف آگہی بخشتا ہے بلکہ اس کا سچا محب بنا دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس ..... فرماتے ہیں:-

ے　حق فرستادہ ایں کلامِ بے مثال　　تا رسی در حضرتِ قدس و جلال

یعنی خدا نے یہ بے مثال کلام نازل فرمایا تا تو اس پاک ذو الجلال کی درگاہ تک پہنچ سکے۔

جو جاں سے گزرنے چلے پا پیادہ - ہم سے زیادہ
زمانے میں کس کا ہے پختہ ارادہ - ہم سے زیادہ

کوئی ہے کہ زخموں کی خوشبو سے مہکے - ماحول جس کا
کوئی ہے کہ جس کا ہو رنگیں لبادہ - ہم سے زیادہ

کوئی ہے جو پتھر کے کانٹوں پہ لمبی - رہ پہ ہو نکلا
کوئی ہے کہ محتاج ہے جس کا جادہ - ہم سے زیادہ

تعصب کی آری کی زد میں ہے آیا - کون آج ہنس کر
ہوا جسم کس کا برادہ برادہ - ہم سے زیادہ

کوئی ہے جو رکھتا ہے مثلِ سمندر - وسعت کی دولت
کوئی ہے جو رکھتا ہے سینہ کشادہ - ہم سے زیادہ

ہمیں تو وہی شخص اچھا لگے گا - قدسی یہاں پر
قلم کا دھنی ہو طبیعت کا سادہ - ہم سے زیادہ

عبدالکریم قدسی

ع مبارک وہ جو اب ایمان لایا

اخلاص و فدائیت کے ایمان افروز واقعات

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود ...... کے رفقاء کے دل میں ہر نوع کی قربانی دینے کا بے حد شوق اور جذبہ نظر آتا ہے۔ وہ ایک اشارہ پر اپنا سب کچھ حضور اقدس کی خدمت میں پیش کرنے کو اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ حضرت اقدس ..... نے اسی سعادت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے

ے بہ مفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ

قضائے آسماں است ایں بہر حالت شود پیدا

اے بھائی مفت میں تجھے نصرت کا یہ بدلہ دے رہے ہیں ورنہ یہ تو آسمانی فیصلہ ہے جو ضرور ہو کر رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کی خاطر رفقاء بانی سلسلہ احمدیہ کی قربانیوں اور محبت و وفا کا رنگ بڑا ایمان افروز ہے جو بعد میں آنے والوں کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ اس بارہ میں چند واقعات ہدیہ قارئین کئے جا رہے ہیں۔

○

"جب میرے دل کی خواہش پوری ہوئی ....!"

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ...... کے ایک عاشق رفیق حضرت منشی اروڑے خاں صاحب ... کے اخلاص و محبت کا عجیب رنگ تھا۔ وہ ہر قربانی کے لئے پیش پیش ہوتے۔ ایک مرتبہ جب حضرت اقدس مسیح موعود ...... نے حضرت منشی ظفر احمد صاحب ..... کے سامنے ایک ضروری تحریک کی کہ آپ کی خواہش ہے کہ اس ضرورت کو کپورتھلہ والے پورا کریں تو حضرت منشی ظفر احمد صاحب ...... اپنی اہلیہ محترمہ کا زیور فروخت کر کے رقم لے آئے۔ جب کچھ عرصہ بعد مالی قربانی کے تذکرہ میں حضرت منشی اروڑے خاں صاحب ..... کو پتہ چلا کہ حضرت منشی ظفر احمد صاحب ...... نے تنہا یہ قربانی کی ہے تو آپ ناراض

ہو گئے اور اس وجہ سے کلام کرنا چھوڑ دیا کہ ان کو اس قربانی سے کیوں محروم رکھا گیا ہے۔ اس واقعہ سے آپ کا اخلاص اور مالی قربانیوں میں حصہ لینے کا شوق بڑا ایمان افروز ہے آپ کے اخلاص و قربانی کا ایک واقعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود یوں بیان فرماتے ہیں :۔

"مجھے وہ نظارہ نہیں بھول سکتا کہ جب حضرت مسیح موعود کی وفات پر ابھی چند ماہ ہی گذرے تھے کہ ایک دن باہر سے مجھے کسی نے آواز دے کر بلوایا اور خادمہ یا بچہ نے بتایا کہ دروازے پر ایک آدمی کھڑا ہے۔ جو آپ کو بلاتا ہے۔ میں باہر نکلا تو دیکھا کہ منشی اروڑے خاں صاحب کھڑے تھے۔ وہ بڑے تپاک سے آگے بڑھے مجھ سے مصافحہ کیا اور اس کے بعد انہوں نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے انہوں نے اپنی جیب سے دو یا تین پاؤنڈ نکالے اور مجھے کہا کہ یہ حضرت اماں جان کو دے دیں۔ اور یہ کہتے ہوئے ان پر ایک رقت طاری ہوئی کہ چیخیں مار مار کر رونے لگے اور ان کی حالت ایسی تھی کہ جیسے کسی بکرے کو ذبح کیا جا رہا ہو۔ میں کچھ حیران ہو گیا۔ کہ یہ کیوں رو رہے ہیں۔ میں خاموش رہا۔ جب آپ کو صبر آیا تو میں نے کہا کہ آپ کیوں روئے تو کہنے لگے۔ میں غریب آدمی تھا مگر جب چھٹی ملتی میں قادیان آنے کے لئے چل پڑتا۔ سفر کا بہت سا حصہ پیدل طے کرتا۔ تاکہ سلسلہ کی خدمت کے لئے کچھ پیسے بچ جائیں۔ مگر پھر بھی روپیہ ڈیڑھ روپیہ خرچ ہو جاتا۔ یہاں آکر امراء کو دیکھتا کہ وہ سلسلہ کی خدمت کے لئے بڑا خرچ کر رہے ہیں۔ تو میرے دل میں بھی خیال آتا۔ کہ کاش میرے پاس روپیہ ہو تو میں حضرت صاحب کی خدمت میں بجائے چاندی کے سونے کا تحفہ پیش کروں۔ آخر میری تنخواہ کچھ زیادہ ہو گئی۔ اور میں نے ہر مہینے بچت کرنی شروع کر دی۔ اور میں نے اپنے دل میں تہیہ کر لیا۔ کہ جب یہ رقم اتنی ہو جائے گی جو میں چاہتا ہوں تو میں اسے پاؤنڈز میں تبدیل کر کے پیش کروں گا۔ جب میرے پاس ایک پاؤنڈ کے برابر رقم ہو گئی تو وہ رقم دے کر ایک پاؤنڈ لے لیا۔ پھر دوسرے پاؤنڈ کے لئے رقم جمع کرنی شروع کر دی۔ اس طرح آہستہ آہستہ رقم جمع کر کے اسے پاؤنڈوں میں تبدیل کرا لیا۔ میرا منشاء یہ تھا کہ حضرت صاحب کی خدمت میں یہ رقم پیش کروں گا۔ مگر جب میرے دل کی خواہش پوری ہوئی اور میرے پاس پاؤنڈ جمع ہو گئے تو حضرت مسیح موعود کی وفات ہو گئی۔"

(الفضل ۲۸ اگست ۱۹۴۱ء)

"اب ان کو قربانی کی ضرورت نہیں"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ...... نے حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب... کی مالی قربانی کے بارہ میں ۱۹۲۶ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر فرمایا :-

"ان کی مالی قربانیاں اس حد تک بڑھی ہوئی تھیں کہ حضرت صاحب (بانی سلسلہ احمدیہ) نے ان کو تحریری سند دی کہ آپ کو قربانی کی ضرورت نہیں۔ حضرت مسیح موعود...... کا وہ زمانہ مجھے یاد ہے جبکہ آپ پر مقدمہ گورداسپور میں ہو رہا تھا اور اس میں روپیہ کی سخت ضرورت تھی۔ حضرت صاحب نے دوستوں کو تحریک کی کہ چونکہ اخراجات بڑھ رہے ہیں، لنگر خانہ تو دو جگہ پر ہو گیا ہے۔ ایک قادیان میں اور دوسرا گورداسپور میں۔ اس کے علاوہ اور مقدمہ پر خرچ ہو رہا ہے۔ لہٰذا دوست امداد کی طرف توجہ کریں۔ جب حضرت صاحب کی تحریک ڈاکٹر صاحب کو پہنچی تو اتفاق ایسا ہوا کہ اُسی دن اُن کو تنخواہ تقریباً ۴۵۰/ روپے ملی تھی۔ وہ ساری کی ساری تنخواہ اسی وقت حضور کی خدمت میں بھیج دی۔ ایک دوست نے سوال کیا کہ آپ کچھ تو گھر کی ضروریات کے لئے رکھ لیتے تو انہوں نے کہا کہ خدا کا مسیح کہتا ہے کہ دین کے لئے ضرورت ہے۔ تو پھر اور کس کے لئے رکھ سکتا ہوں۔ غرض ڈاکٹر صاحب تو دین کے لئے قربانیوں میں اس قدر بڑھے ہوئے تھے کہ حضرت صاحب کو انہیں روکنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور انہیں کہنا پڑا کہ اب ان کو مالی قربانی کی ضرورت نہیں"

(الفضل ۱۱۔ جنوری ۱۹۲۷ء)

قابلِ رشک

حضرت قاضی محمد یوسف صاحب تحریر فرماتے ہیں :-

"۱۹۰۴ء میں حضرت مسیح موعود ...... نے لنگر خانہ کے لئے امداد کی تحریک کی تو جن مخلص احباب نے لنگر خانہ کے واسطے فوراً امداد بھیجی۔ ان میں ایک شخص چودھری عبدالعزیز صاحب احمدی اوجلوی پٹواری بھی تھے جو خود گورداسپور آئے اور آریہ کے مکان میں جب کہ حضرت احمد اوپر سے نیچے اُتر

رہے تھے زینہ میں نصف راہ میں ملے اور ...... اپنی کمر سے ایک سو روپیہ چاندی کے کھول کر پیش کئے۔ کہ حضور کا خط آیا اور خاکسار کے پاس یہی رقم تھی جو بطور امداد لنگر خانہ پیش کر رہا ہوں۔ اور مجھے ایک پٹواری کے جوان دلوں صرف چھ روپے ماہوار تنخواہ لیتا تھا اس ایثار پر رشک آیا۔ خدا تعالیٰ نے اس کے اخلاص کے عوض اس پر بڑے فضل کئے۔" (ظہور الحق صٹ)

رفقاء حضرت اقدس .... کا شوقِ زیارت و مصاحبت ۔ اور والہانہ محبت

حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ...... سے آپ کے رفقاء والہانہ محبت رکھتے تھے۔ اور شوقِ زیارت میں کشاں کشاں چہار اطراف سے پہنچ جایا کرتے تھے۔ جونہی آپ کسی سفر کے لئے روانہ ہوتے تو کچھ راستہ آپ کی معیت میں رہنے اور آپ کی زیارت سے مستفیض ہونے کے لئے بکثرت احباب آجایا کرتے۔ ایسا ایک منظر حضرت اقدس کے سفر دہلی ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء کا ہے۔ جو آپ کے رفقاء کی محبت اور اخلاص کا رُوح پرور نظارہ پیش کرتا ہے۔ اخبار بدر قادیان کی رُوئیداد یوں ہے :

"قافلہ ایک رتھ اور سات یکوں میں روانہ ہوا۔ اور حضور کے حکم اور اجازت سے چند خدام بھی ساتھ تھے۔ بخار کی وجہ سے چند روز سے مفتی محمد صادق صاحب (ایڈیٹر بدر) بیمار تھے۔ لیکن حضور نے فرمایا چلے چلو۔ تبدیلی آب و ہوا سے فائدہ ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ بھی ساتھ روانہ ہوئے۔ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی (ایڈیٹر الحکم) کو ایک روز پہلے گاڑی کی ریزرویشن وغیرہ کے لئے بٹالہ بھیجا گیا تھا جو بٹالہ میں ساتھ شامل ہو گئے ...."

"ان احباب کے سوا جو رتھ یکوں اور گھوڑوں پر سوار تھے ذیل کے احباب حضرت اقدس کی سواری کے ساتھ پیدل دوڑتے ہوئے قادیان سے بٹالہ تک آئے۔ حضرت کے ہمراہ ان کا دوڑنا عشق و محبت کا ایک سچا نمونہ تھا۔

مولوی سید احمد نور صاحب افغان۔ حضرت نواب محمد علی خاں صاحب کے صاحبزادگان کے اتالیق شیخ (بھائی) عبدالرحیم صاحب شادی خاں صاحب۔ نیز ہر لڑکے عبدالرحمٰن۔ صوفی عبداللہ۔ عبداللہ درزی میاں منظور الحق۔" (بدر ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء)

"الحکم و بدر دونوں اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس ..... کی روانگی کی خبر کس طرح موضع سیکھواں بھی پہنچ گئی تھی (جو قادیان سے چند میل کے فاصلہ پر ہے) اس لئے وہاں کے مخلص احباب

میاں جمال الدین صاحب...... اور منشی عبدالعزیز صاحب..... اوجلوی پٹواری شرفِ زیارت کے لئے حضرت کی آمد سے پہلے ہی بٹالہ ریلوے سٹیشن پر پہنچ گئے تھے اور بٹالہ کی جماعت احمدیہ بھی موجود تھی۔ اور چوہدری فضل محمد صاحب بیگووال بھی۔ حضرت دس بجے (قبل دوپہر) بٹالہ پہنچے۔ سٹیشن پر زائرین کا ایک خاصہ اژدہام ہو گیا۔

...... بٹالہ سے گاڑی بعد دوپہر ایک بجکر پینتیس منٹ پر روانہ ہوئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ کسی کو روانگی کی اطلاع نہ دی جائے۔ کیونکہ روانگی غیر یقینی تھی اور کئی دفعہ ارادے فسخ ہو چکے تھے۔ اور ایک دفعہ اطلاع دینے کی وجہ سے پھگواڑہ پھلور اور لدھیانہ کے ریلوے سٹیشنوں پر خدام کئی کئی دن حاضر رہے۔ اور آخر انتظار کے بعد بنگہ (ضلع جالندھر) کی جماعت قادیان ہی آپہنچی۔ وہ تو حضور کی زیارت سے خوش تھے لیکن حضور ان کی تکلیف کو بہت محسوس کرتے تھے۔ اس لئے فرمایا تھا کہ کسی جگہ اطلاع نہ دی جائے۔ امرتسر میں گاڑی نے قریباً پانچ گھنٹے ٹھہرنا تھا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ کپورتھلہ کے احباب جو اخلاص کا ایک نمونہ ہیں۔ ان میں سے منشی ظفر احمد صاحب منشی اروڑے صاحب اور ڈاکٹر فیض قادر صاحب تشریف لے آئے۔ اور اس کے کچھ دیر بعد لاہور سے حکیم محمد حسین صاحب ماسٹر غلام محمد صاحب اور حکیم صاحب کے پسر محمد یوسف صاحب بھی آپہنچے۔

حضرت اقدس..... گاڑی سے اتر کر پلیٹ فارم کے ایک ایسے حصہ پر جہاں مسافروں کی آمد و رفت نہیں درختوں کے نیچے حلقہ خدام میں تشریف فرما ہوئے۔ مستورات تھوڑی دور ایک طرف بیٹھ گئیں۔ امرتسر بھی اطلاع نہیں دی گئی تھی لیکن ڈاکٹر عباد اللہ صاحب کو خبر ہو گئی۔ اور وہ دوڑے ہوئے اسٹیشن پر پہنچے اور احباب امرتسر کو بھی انہوں نے حتی المقدور اطلاع دی۔ اور اس جماعت کی طرف سے کھانا پیش کرنے کی اجازت لے کر شہر گئے اور بہ عجلت نماز مغرب ہوتے ہوتے نہایت فراخدلی کے ساتھ مکلّف کھانا تیار کر کے لائے۔..... احباب امرتسر ٹرین کی نو بجے روانگی تک حاضر رہے۔ جماعت بنگہ کی ملاقات پھر امرتسر ہو گئی اور یہ احباب پھگواڑہ تک حضرت اقدس ...... کے ساتھ سفر میں شامل رہے۔

کرتار پور اسٹیشن سے جماعت کپورتھلہ کے معزز احباب نے اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود ..... کے حضور شرفِ نیاز پایا۔ خانصاحب عبدالحمید خاں صاحب انچارج آفیسر بگھی خانہ اور کئی اور بھائی چھاؤنی جالندھر تک ساتھ گئے۔ منشی حبیب الرحمٰن صاحب نمبردار اور رئیس حاجی پورہ متصل پھگواڑہ بھی حاضر ہو کر سعادت اندوز ہوئے۔

باقی ص۳۵ پر

دین کے انصار

آج کے دَور میں جو دین کے انصار نہیں
ایسے لوگوں سے ہمیں کوئی سروکار نہیں
جن کو دعویٰ ہے کہ انصاف کے وہ ضامن ہیں
وہ مری بات بھی سُننے کے روادار نہیں
گو پریشان ہیں سب اہلِ چمن مُدّت سے
بہرِ اصلاحِ چمن کوئی بھی تیار نہیں
وہ ڈراتے ہیں مجھے آہنی زنجیروں سے
کیا انہی میں مرے محبوب کی جھنکار نہیں
یوں تو کہتے ہو کہ "بیمار ہیں بیمار ہیں ہم"
ابنِ مریم سے مگر کہتے ہو "بیمار نہیں"
رام کر لیتی ہے سچّائی دلوں کو آخر
بہرِ تسخیر اُسے حاجتِ تلوار نہیں
ظلم کرتے ہوئے ظالم کو مزا آتا ہے
پر وہ اللہ کی لاٹھی سے خبردار نہیں
کیوں نہ گونجے مری بستی سے انا الحق کی صدا
آج منصور بھلا کوئی سرِ دار نہیں
مال و زر قلب و جگر اُس شہِ طیّبہ پہ نثار
جس کی سرکار سے اونچی کوئی سرکار نہیں
سایۂ تیغ دسنا میں ہی پلا ہے شبّیر
مجھ کو مطلوب کوئی سایۂ دیوار نہیں

چوہدری شبّیر احمد

طب و صحت

ہیضہ ___ CHOLERA

محترم ڈاکٹر سلطان احمد صاحب مبشر ایم بی بی ایس

ہیضہ ایک متعدی مرض ہے جو اکثر وبائی شکل میں پھیلا کرتا ہے۔ کثرت سے پتلے دستوں کا آنا، قے ہونا، بہت جلد مریض کا سخت نڈھال ہو جانا، پنڈلیوں کی اینٹھن اور پیشاب کا بند ہو جانا اس کی مخصوص علامات ہیں۔ اس کا باعث ایک قسم کا جرثومہ ہے جو VIBRIO CHOLERA کہلاتا ہے۔ یہ بہت متحرک بیکٹریا ہے۔ اس کی شکل کوما کی طرح ہوتی ہے۔

اسبابِ مرض: یہ جراثیم مریض کے دست وقے سے خارج ہو کر اور پانی یا دودھ نیز دیگر کھانے پینے کی چیزوں کے ذریعہ تندرست اشخاص کی آنتوں میں پہنچ کر اس مرض کو پیدا کرتے ہیں۔ دست وقے وغیرہ کا مادہ بستر یا کپڑوں میں لگ کر مدت تک اس مرض کے زہر کو قائم رکھتا ہے۔ کبھی کبھی یہ جراثیم کنوئیں، تالاب، چشمہ یا پانی کی دیگر سپلائی وغیرہ کے پانی میں مل کر اس مرض کے وبا کے طور پر پھیلنے کا موجب بنتے ہیں۔ یہ جراثیم پانی میں نہ صرف زندہ رہتے ہیں بلکہ تعداد میں بڑھتے بھی ہیں۔ یہ ۱۰۰ سنٹی گریڈ کے درجۂ حرارت میں چند منٹوں میں مر جاتے ہیں تاہم برف میں ۶ ہفتے تک زندہ رہ سکتے ہیں۔ ناقص صفائی سے پانی میں آلودگی ہو سکتی ہے۔ اس کی مثال لندن کی ۱۸۵۴ء اور ۱۸۶۶ء کی شدید وباؤں سے خوب ملتی ہے۔ اسی طرح ہیضہ کے مریضوں کی اجابتوں سے بستروں اور کپڑوں وغیرہ میں یا تیمارداروں کے ہاتھوں میں آلودگی۔ مکھیاں بھی جراثیم کو غذائی اشیاء میں منتقل کر سکتی ہیں۔

علاماتِ مرض: اس کا INCUBATION PERIOD (یعنی جسم میں پوشیدہ رہنے کی مدت) چند گھنٹوں سے ۶ دن تک ہے۔ علامات کے لحاظ سے یہ مرض چار درجوں (STAGES) میں منقسم ہے۔

۱۔ پیٹ میں درد ہو کر دست وقے آنے لگتے ہیں۔ دست چاولوں کی "پچھ" کی مانند ہوتے ہیں۔ دستوں کے ساتھ ہی یا ذرا دیر بعد قے آنے لگتی ہے۔

۲۔ اس درجہ میں مرض کی شدت ہوتی ہے۔ دست وقے زیادہ آتے ہیں۔ پانی پینے سے بھی قے

ہوتی ہے۔ ٹانگیں اور پاؤں اینٹھنے لگتے ہیں۔ سر اور پیٹ میں درد ہوتا ہے۔ شدت کی پیاس لگتی ہے۔ بے چینی اور گھبراہٹ بڑھتی جاتی ہے۔

۳۔ اس درجہ میں مریض نہایت کمزور ہو جاتا ہے۔ سرد پسینہ آتا ہے اور سارا جسم ٹھنڈا ہو کر نیلگوں ہو جاتا ہے۔ سانس لینے میں تکلیف ہوتی ہے۔ آنکھیں پتھرا جاتی اور اندر دھنس جاتی ہیں۔ پیشاب بالکل نہیں آتا۔ نبض بہت کمزور ہو جاتی ہے۔ دست و قے آنے کم ہو جاتے ہیں۔ عضلات کانپتے ہیں اور پٹھوں میں شدید اینٹھن ہوتی ہے۔ بچوں میں غشی کے دورے پڑ سکتے ہیں۔ اس درجہ میں گردوں کا فیل ہو جانا شدید نوعیت کی پیچیدگی ہے۔ اس درجہ میں موت واقع ہونے کے امکانات ہوتے ہیں۔

۴۔ اگر مندرجہ بالا درجوں (STAGES) سے مریض بچ جائے تو پھر RECOVERY STAGE شروع ہوتی ہے اور اس میں رفتہ رفتہ علامات میں تخفیف ہوتی جاتی ہے اور مریض رُو بہ صحت ہو جاتا ہے۔

حفظ ما تقدم:

۱۔ چونکہ مرض ہیضہ کثافت و غلاظت کی بیماری ہے۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے صفائی کا انتظام کریں۔ جسم و لباس اور مکان وغیرہ کو خوب پاک صاف رکھنا چاہیئے۔

۲۔ پانی کو اُبالے بغیر ہرگز نہیں پینا چاہیئے بلکہ ہاتھ دھونے اور کُلی وغیرہ کرنے کے لئے بھی جوش دے کر ٹھنڈا کیا ہوا پانی ہی استعمال کرنا چاہیئے۔

۳۔ دودھ وغیرہ بھی ہمیشہ جوش دے کر پینا چاہیئے۔ کچے دودھ سے پرہیز بہتر ہے۔

۴۔ غذا لطیف اور زود ہضم ہو جو وقت مقررہ پر کھانی چاہیئے۔ اور کھانا ہمیشہ بھوک رکھ کر کھانا چاہیئے پیٹ بھر کر نہیں کھانا چاہیئے۔

۵۔ کچے اور گلے سڑے پھل اور میوے وغیرہ سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

۶۔ ہر قسم کی غذا کو ڈھانپ کر رکھنا چاہیئے تاکہ اس پر مکھیاں نہ بیٹھیں۔ مکھیاں ہیضہ کی نجاست وغیرہ پر بیٹھ کر جراثیم اپنی ٹانگوں وغیرہ کے ذریعہ کھانے میں پہنچا دیتی ہیں۔

۷۔ کھانے پینے کے برتنوں کو کھولتے پانی سے دھو کر بالکل خشک کر کے بالکل صاف رکھنا چاہیئے۔ کھانا گرم گرم اور تازہ استعمال کرنا چاہیئے۔

۸۔ جس کمرے میں ہیضہ کا مریض رہا ہو اسے ڈس انفیکٹ DISINFECT کرا دینا چاہیئے۔

۹۔ ایسے اشخاص جو ہیضے کے مریضوں کی تیمارداری کر رہے ہوں، کھانا کھانے سے پہلے اپنے ہاتھوں کو کاربالک صابن سے اچھی طرح دھو لیا کریں۔

۱۰۔ ہر چند کہ ہیضہ کا حفاظتی ٹیکہ یقینی طور پر بہت زیادہ مؤثر نہیں تاہم مرض میں مبتلا ہونے والوں

کی تعداد نہایت کم ہو جاتی ہے جو ٹیکہ لگوا لیتے ہیں۔ انہیں اس کے باوجود بھی احتیاط سے کام لینا چاہیئے، موزوں اور موثر REHYDRATION کے ذریعہ اموات میں خاص کمی واقع ہوئی ہے۔

علاج :

REHYDRATION یعنی جسم میں پانی کی کمی کو پورا کرنے کا بہترین ذریعہ منہ کے راستے مخصوص نمکیات سے پُر محلول کا دینا ہے۔ یہ محلول اقوام متحدہ کے ادارے WORLD HEALTH ORGANISATION نے بہت تحقیق کے بعد تیار کیا ہے۔ اسے ORS یعنی ORAL REHYDRATION SALT کہتے ہیں۔ عام طور پر نمکول کہلاتا ہے۔ جو ہر جگہ دستیاب ہے۔

دست وقے آنے کی صورت میں بار بار یہ محلول دینا چاہیئے تا کہ پانی کے ساتھ ساتھ نمکیات کی کمی بھی پوری ہو سکے۔ اسے تیار کرنے کا طریقہ بے حد آسان ہے۔ چار گلاس پانی اُبال کر ٹھنڈا کر لیں اور اس میں ایک پیکٹ نمکول ڈال دیں۔ اب اس پانی کو بار بار پلایا جائے۔ یاد رکھئے کہ ایک دفعہ تیار کیا ہوا پانی ۲۴ گھنٹے تک استعمال کے قابل رہتا ہے۔

اگر بہت زیادہ پانی جسم سے خارج ہو جائے تو پھر ورید کے ذریعہ خاص ترکیب پر مشتمل ڈرپ دینی پڑتی ہے۔ اس کے علاوہ دیگر دوائیاں بھی دینی پڑتی ہے۔ تاہم اس کے لئے ضروری ہے کہ فوراً مستند معالج سے رابطہ کیا جائے۔ اور اس کی ہدایات پر سختی سے عمل کیا جائے۔

بقیہ: مبارک وہ جو اب ایمان لایا

بادجودیکہ سفر رات کا اور پھر طویل تھا۔ تاہم کسی اسٹیشن پر بھی خدام ڈبے کے سامنے آکر السلام علیکم کہتے تو حضور بڑی مستعدی سے فوراً اٹھتے اور تبسم کرتے ہوئے مصافحہ کرتے۔ ان کی خیریت پوچھتے اور خوش ہوتے تھے۔" (الحکم ۱۰ دسمبر و ۱۷ دسمبر ۱۹۰۵ء)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود کے سفر کی طویل روئیداد کا ایک ایک جملہ بڑا قابلِ غور ہے۔ جس کے ایک ایک لفظ سے آپ کے رفقاء کی محبت و اخلاص اور زیارت و مصاحبت کی ایمان افروز کیفیت نظر آتی ہے۔ اور یہ کیفیت صادقین کے جذب و کشش کا ہی ثمرہ ہوتا ہے۔ (ن۔خ۔ن)

نتیجہ امتحان سہ ماہی چہارم ۱۹۹۴ء

مجلس انصار اللہ پاکستان کے مرکزی امتحان سہ ماہی چہارم ۹۴ء میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ۲۳۷ مجالس کے کل ۲۳۵۹ انصار نے شرکت کی توفیق پائی۔ مندرجہ ذیل انصار نے نمایاں پوزیشن حاصل کی۔

مکرم محمود مجیب اصغر صاحب	منظفر گڑھ	اوّل
مکرم محمد ابراہیم شاد صاحب	خانیوال	دوم
مکرم مرزا لطف الرحمٰن صاحب	کوارٹرز تحریک جدید۔ ربوہ	سوم

جن انصار نے اس امتحان میں خصوصی گریڈ کے ساتھ نمایاں کامیابی حاصل کی اُن کے اسمائے گرامی بغرض دعا تحریر کئے جاتے ہیں۔

خصوصی گریڈ

مکرم میجر (ریٹائرڈ) سعید احمد صاحب	دار الرحمت غربی ربوہ۔	مکرم عبد السلام اسلام صاحب۔	دار الفتوح۔ ربوہ
مکرم ضیاء الرحمٰن خان صاحب	ناصر آباد۔ ربوہ	مکرم خواجہ برکات احمد صاحب	ناصر آباد۔ ربوہ
مکرم حفیظ احمد صاحب	〃	مکرم رشید احمد بھٹی صاحب	〃
مکرم ماسٹر بشارت احمد صاحب	دار العلوم وسطی۔ ربوہ	مکرم صلاح الدین صاحب	گول بازار۔ ربوہ
مکرم مرزا محمد اصغر صاحب	گول بازار۔ ربوہ	مکرم محمد رفیق صاحب	گول بازار۔ ربوہ
مکرم مرزا غلام رسول صاحب	دار البرکات۔ ربوہ	مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب	دار البرکات۔ ربوہ
مکرم عبد السلام صاحب	باب الابواب۔ ربوہ	مکرم نور الدین صاحب	باب الابواب۔ ربوہ
مکرم محمد الدین صاحب	باب الابواب۔ ربوہ	مکرم رانا رشید احمد صاحب ڈرائیور	باب الابواب۔ ربوہ
مکرم مرزا ضمیر احمد صاحب	باب الابواب۔ ربوہ	مکرم غلام رسول صاحب	دار الیمن شرقی۔ ربوہ
مکرم بشیر احمد صاحب	دار النصر شرقی۔ ربوہ	مکرم سید لطیف احمد صاحب	دار النصر شرقی۔ ربوہ
مکرم سید ضمیر احمد صاحب	دار الصدر شمالی۔ ربوہ	مکرم محمد ابراہیم فضل صاحب	دار الصدر شمالی۔ ربوہ
مکرم چوہدری محمد لطیف صاحب	دار الصدر شمالی۔ ربوہ	مکرم عبد الکریم صاحب	دار الصدر شمالی۔ ربوہ
مکرم چوہدری نور احمد عابد صاحب	دار الصدر شمالی۔ ربوہ	مکرم مقبول احمد ذبیح صاحب	دار العلوم غربی (صادق) ربوہ

مکرم ملک محمد اعظم صاحب	دارالعلوم (صادق) ربوہ	مکرم مجید احمد چیمہ صاحب	بشیر آباد - ربوہ
مکرم محمد یعقوب امجد صاحب	دارالصدر جنوبی - ربوہ	مکرم رشید احمد زیروی صاحب	دارالصدر جنوبی - ربوہ
مکرم حمید الدین اختر صاحب	دارالعلوم غربی (خلیل) ربوہ	مکرم جمال احمد صاحب	دارالعلوم غربی (خلیل) ربوہ
مکرم محمد ابراہیم حنیف صاحب	دارالعلوم غربی (خلیل) ربوہ	مکرم عنایت خالد صاحب	دارالعلوم شرقی ربوہ
مکرم میاں علی اصغر صاحب	دارالعلوم شرقی - ربوہ	مکرم عنایت اللہ خالد صاحب	〃 〃 〃
مکرم محمد الدین صاحب	〃 〃 〃	مکرم منشی شیر محمد صاحب	〃 〃 〃
مکرم ملک محمد اسمٰعیل صاحب	〃 〃 〃	مکرم سید محمد رفیق صاحب	〃 〃 〃
مکرم یعقوب احمد طاہر صاحب	〃 〃 〃	مکرم عبدالقدیر صاحب	دارالرحمت شرقی (ب) ربوہ
مکرم نذیر احمد باجوہ صاحب	دارالرحمت شرقی (ب) ربوہ	مکرم ڈاکٹر محمد شفیع صاحب	〃 〃 〃
مکرم عبدالعزیز باجوہ صاحب	دارالصدر غربی (لطیف) ربوہ	مکرم عبدالحفیظ خان صاحب	دارالرحمت وسطی - ربوہ
مکرم قریشی نصیر احمد صاحب	دارالرحمت وسطی - ربوہ	مکرم چوہدری محمد یعقوب صاحب	〃 〃 〃
مکرم چوہدری منور احمد صاحب	دارالنصر غربی د - ربوہ	مکرم چوہدری افضل احمد صاحب	دارالنصر غربی د - ربوہ
مکرم عبدالمجید صاحب	〃 〃 〃	مکرم فیروز الدین صاحب امرتسری	〃 〃 〃
مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب بھامڑی	〃 〃 〃	مکرم ظفر اللہ کاہلوں صاحب	〃 〃 〃
مکرم ملک عزیز احمد صاحب	〃 〃 〃	مکرم قریشی عبدالمنان صاحب	〃 〃 〃
مکرم پروفیسر محمد رشید طارق صاحب	دہلی گیٹ - لاہور	مکرم افتخار احمد صاحب	دہلی گیٹ - لاہور
مکرم ناصر احمد صاحب گوندل	النور - کراچی	مکرم ملک لطیف سرور صاحب	شیخوپورہ
مکرم پروفیسر مبشر احمد صاحب	چک سدیو ضلع سیالکوٹ	مکرم کمال دین صاحب	دہلی گیٹ - لاہور
مکرم سعید احمد نعیم صاحب	دہلی گیٹ - لاہور	مکرم میاں مبارک علی صاحب	〃
مکرم پیر محمد صاحب	نونگر ضلع عمرکوٹ سندھ	مکرم ڈاکٹر ضمیر احمد صاحب	پتوکی ضلع قصور
مکرم صوبیدار محمد علی صاحب	چک ۳۳ دھاریوالی ضلع شیخوپورہ	مکرم محمد رمضان صاحب	دہلی گیٹ - لاہور
مکرم عزیز احمد طاہر صاحب	ٹوبہ ٹیک سنگھ	مکرم کرم الٰہی صاحب	لالہ موسیٰ ضلع گجرات
مکرم چوہدری بشارت احمد صاحب	اٹک	مکرم ملک عبدالعزیز صاحب	ددالمیال ضلع چکوال
مکرم محمد بشیر الحق صاحب	دہلی گیٹ - لاہور	مکرم چوہدری غلام احمد صاحب	ایل پلاٹ ضلع اوکاڑہ
مکرم شمس الدین صاحب	حیدرآباد	مکرم میاں احمد احسن صاحب	مغلپورہ - لاہور

مکرم عبدالمجید صاحب	سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ	مکرم ممتاز احمد صاحب	مغلپورہ ۔ لاہور
مکرم محمد سلیم اختر صاحب	دہلی گیٹ ۔ لاہور	مکرم طاہر احمد ہاشمی صاحب	النور ۔ کراچی
مکرم محمد شریف صاحب خالد	پتوکی ضلع قصور		

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام شرکاء امتحان کو علم وفضل میں ترقی کرنے اور اپنی رضا کی راہوں پہ آگے بڑھنے کی توفیق عطا کرتا رہے ۔ آمین

(رفیق احمد ثاقب)
قائد تعلیم مجلس انصاراللہ ۔ پاکستان ۔ ربوہ

آپ کے خطوط

۱۔ محترم محمد منظور احمد خاں صاحب آبپارہ اسلام آباد کے خطوط ملے ۔ آپ نئے انصار سلطان القلم میں سے ہیں ۔ ادارہ حالات کے پیش نظر مضامین شائع کرنے کی کوشش کرے گا ۔

۲۔ محترم سعید احمد خاں صاحب سہیل مربی سلسلہ احمدیہ خدمتِ دین کے لئے بیرون ملک جاتے ہوئے دعا کی درخواست کرتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ مقبول خدمتِ دین کی توفیق دے ۔

۳۔ محترم محمد لقمان صاحب مربی سلسلہ احمدیہ حیدرآباد نے ماہنامہ انصاراللہ کے "حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر نمبر" کو دلکش اور نصیحت آموز قرار دیتے ہوئے دعا کی ہے ۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء ۔ آپ کا مرسلہ مضمون بھی موصول ہو گیا ہے ۔ جو مناسب وقت پر شائع ہو سکے گا ۔

۴۔ محترم عبدالرشید صاحب بھٹی میرپور خاص سندھ نے بھی "حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر نمبر" کو مثالی قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ مضامین میں حضرت شیخ صاحب کی شخصیت کے اوجھل پہلو سامنے لائے گئے ہیں موصوف کے وجود پہ احباب جماعت کو ناز رہے گا ۔ آپ نے ۲۰ ۔ مئی کے حوالہ سے مئی کے شمارہ پر بھی پسندیدگی کا اظہار کیا ہے ۔ جزاکم اللہ ۔ آپ کے اشعار موصول ہوتے رہتے ہیں ۔ آپ اپنے اشعار کے لئے کسی اہلِ سخن سے مدد لے لیا کریں ۔

اعلانات

منصوبہ "کفالت یکصد یتامیٰ"

کے بارے میں ضروری اعلانات

۱۔ امانت یکصد یتامیٰ: جو دوست یتامیٰ کی خبر گیری اور کفالت کے خواہشمند ہوں وہ ایک یتیم کی کفالت کے جملہ اخراجات ادا کر کے اس بابرکت تحریک میں شامل ہو سکتے ہیں۔ مستحق یتیم بچوں پر عمر اور تعلیم کی ضروریات کے لحاظ سے چار صد روپیہ ماہوار سے ایک ہزار روپیہ تک ماہوار خرچ کا اندازہ ہے۔ آپ اپنی خواہش اور مالی وسعت کے لحاظ سے جو رقم بھی باقاعدہ ماہوار مقرر کرنا چاہیں کمیٹی کو اس کی اطلاع کر دیں۔ اس غرض کے لئے اپنی رقوم امانت "یکصد یتامیٰ" خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہ راست یا مقامی انتظام جماعت کی وساطت سے جمع کروانا شروع کر دیں۔

۲۔ مستحق یتامیٰ یا اُن کے وُرثاء توجہ فرمادیں: حضور انور کے ارشاد کے تحت امانت "کفالت یکصد یتامیٰ" سے ایسے مستحق یتامیٰ کو وظائف دینے کا انتظام ہے جو اپنی پرورش، تعلیم اور مستقبل کی اُٹھان کے لئے سلسلہ کی طرف سے مدد لینے کے خواہاں ہوں۔ ایسے بچوں کی والدہ یا ورثاء یتامیٰ کمیٹی کو اطلاع دیں تا اُن کے لئے وظائف کا انتظام کیا جا سکے۔

اُمراء اضلاع و مربیان کرام کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ جماعت میں سے ایسے گھرانوں کی نشان دہی کر کے یتامیٰ کمیٹی کا ہاتھ بٹائیں۔ تا اُن کی مدد کا مستقل انتظام کیا جا سکے۔

(سیکرٹری یتامیٰ کمیٹی، دار الضیافت، ربوہ)

مضمون نگار حضرات سے: براہ کرم مضامین خوشخط کاغذ کے ایک طرف حاشیہ چھوڑ کر حوالہ جات سے مزین اصل کتب سے موازنہ کے بعد بھجوایا کریں۔ تربیت۔ اصلاح معاشرہ تاریخی علمی مضامین اور آپ کے حاصل مطالعہ کی ادارہ لبشدت انتظار کرتا ہے۔ (ایڈیٹر)

اخبار مجالس

مجلس انصار اللہ ضلع لاہور کا ایک روزہ تربیتی پروگرام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصار اللہ ضلع لاہور کا ایک روزہ سالانہ تربیتی پروگرام مورخہ یکم مئی ۱۹۹۵ء بروز سوموار دارالذکر لاہور میں منعقد ہوا۔

پہلا اجلاس : محترم میجر ریٹائرڈ عبداللطیف صاحب نائب امیر لاہور کی صدارت میں نو بجے صبح اجلاس شروع ہوا۔ تلاوت۔ عہد اور نظم کے بعد افتتاحی خطاب میں آپ نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو ملنے والی خدائی بشارت وَسِّعْ مَكَانَكَ پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ بعدہٗ مکرم پروفیسر میاں محمد افضل صاحب ماہر تعلیم نے بچوں کی نفسیاتی رنگ میں تربیت کے اصول بیان کئے۔ اور علم نفسیات کے لحاظ سے تربیتِ اولاد کی اہمیت واضح کی۔

آپ کے خطاب کے بعد مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے ہادی اعظم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات تربیت اولاد کے بارہ میں بیان فرمائے اور سیرۃ طیبہ کے اس پہلو کو خوب کھول کر بیان کیا۔

آخری اجلاس کے اختتام سے قبل "پرچہ معلومات" ہوا۔ جس میں تمام حاضرین نے شمولیت کی۔ اور اوّل آنے والے ناصر کو انعام دیا گیا۔

دوسرا اجلاس : مکرم و محترم ثاقب زیروی صاحب شاعر لاہور کی صدارت میں ہوا۔ جس میں پہلی تقریر مکرم بشارت احمد صاحب ڈش ماسٹر نے کی جس میں آپ نے ڈش انٹینا کے اور ایم ٹی اے (M-T-A) کے بارہ میں مفید معلومات سے آگاہ کیا۔

اس کے بعد مکرم مولانا محمد اعظم صاحب اکسیر نے سیرت حضرت مسیح موعود کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے خدائی بشارتوں کا تفصیل سے ذکر کیا۔ جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو جماعت کی ترقی اور غلبہ کے بارہ میں دی گئی ہیں۔ اور اپنے وقت پر ضرور پوری ہونگی۔

آخر میں جناب ثاقب زیروی صاحب نے اپنا کلام پیش کیا۔ اس طرح سے دوسرا اجلاس دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ اس اجلاس کے بعد وقفہ میں حاضرین کو کھانا پیش کیا گیا۔

اختتامی اجلاس: تیسرا اور اختتامی اجلاس زیر صدارت مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ پاکستان منعقد ہوا۔ تقسیم انعامات کے بعد محترم صدر مجلس نے خطاب میں قیمتی نصائح فرمائیں۔ آپ نے نماز باجماعت کی پابندی۔ نیک نمونہ۔ قرآن کریم ناظرہ اور باترجمہ سیکھنے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی کتب کا مطالعہ اور جماعتی کاموں میں اطاعت کا اعلیٰ نمونہ پیش کرنے کی ہدایت فرمائی۔

(رپورتاژ۔ عبدالمالک۔ لاہور نمائندہ ماہنامہ انصاراللہ)

سجدۂ تلاوت کی دُعا

قرآن کریم کی تلاوت کرتے وقت سجدۂ تلاوت سُنّتِ رسولؐ ہے۔ تلاوت کرتے ہوئے جب ایسی آیت تلاوت کی جائے تو سجدہ کرنا چاہیئے۔ اس کے لئے وضو ضروری نہیں۔ سجدہ میں مسنون تسبیحات کے علاوہ یہ دعا پڑھنا بھی حدیث رسول سے ثابت ہے۔

سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ ۔ (جامع سنن ترمذی)

ترجمہ: میرا چہرہ اس ذات کے سامنے سجدہ ریز ہے جس نے اسے پیدا کیا اور اپنی طاقت اور قدرت سے اسے سُننے اور دیکھنے کی قوت عطا کی۔

"تم ناحق آگ میں ہاتھ مت ڈالو"

سیّدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ .... نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"دُعا کرو کہ خداوند کریم تمہیں آنکھیں بخشے۔ تا تم موجودہ ظلمت کو بھی بتمام و کمال دیکھ لو اور نیز اُس نُور کو بھی جو رحمتِ الٰہیہ نے اس ظلمت کو مٹانے کے لئے تیار کیا ہے۔ پچھلی راتوں کو اُٹھو اور خدا تعالیٰ سے رو رو کر ہدایت چاہو۔ اور ناحق حقّانی سلسلہ کے مٹانے کیلئے بد دعائیں مت کرو اور نہ منصوبے سوچو۔ خدا تعالیٰ تمہاری غفلت اور بھول کے ارادوں کی پیروی نہیں کرتا۔ وہ تمہارے دماغوں اور دلوں کی بیوقوفیاں تم پر ظاہر کرے گا۔ اور اپنے بندہ کا مددگار ہوگا۔ اور اس درخت کو کبھی نہیں کاٹے گا جس کو اس نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے کیا کوئی تم میں سے اپنے اُس پودہ کو کاٹ سکتا ہے جس کے پھل لانے کی اس کو توقع ہے۔ پھر وہ جو دانا و بینا ہے اور ارحم الراحمین ہے۔ وہ کیوں اپنے اس پودہ کو کاٹے جس کے پھلوں کے مبارک دنوں کی وہ انتظار کر رہا ہے۔ جبکہ تم انسان ہو کر ایسا کام کرنا نہیں چاہتے پھر وہ جو عالم الغیب ہے جو ہر ایک دل کی تہہ تک پہنچا ہوا ہے۔ کیوں ایسا کام کرے گا۔ پس تم خوب یاد رکھو کہ تم اس لڑائی میں اپنے ہی اعضاء پر تلواریں مار رہے ہو۔ سو تم ناحق آگ میں ہاتھ مت ڈالو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ آگ بھڑکے اور تمہارے ہاتھ کو بھسم کر ڈالے۔ یقیناً سمجھو کہ اگر یہ کام انسان کا ہوتا تو بہتیرے اس کے نابود کرنے والے پیدا ہو جاتے اور نیز یہ اپنی اِس عمر تک بھی ہرگز نہ پہنچتا جو بارہ برس کی مدّت اور بلوغ کی عمر ہے۔ کیا تمہاری نظر میں کبھی کوئی ایسا مفتری گذرا ہے کہ جس نے خدا تعالیٰ پر ایسا افتراء کر کے کہ وہ مجھ سے ہمکلام ہے پھر اس مدتِ مدید کے سلامتی کو پا لیا ہو......"

(روحانی خزائن جلد ۵ ص ۵۴)